

نڈائے خلافت

www.tanzeem.org

تanzeeem اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 وال سال

21 جمادی الثانی 1443ھ / 25 جنوری 2022ء



نفس کے خلاف جہاد

ہمارا دل ہمارے جسم کے اندر ہے اور اس جسم کے کچھ حیوانی تقاضے (Animal Instincts) ہیں۔ نفس امارہ بھی ہمارے ساتھ رکھ لگا ہوا ہے۔ خواہشات بھی ہیں، شہوات بھی ہیں۔ اب جو نبی ایمان دل میں داخل ہوا تو کشاکش شروع ہو گئی۔ ایمان کا تقاضا اور مطالبہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات مانو۔ دوسری طرف نفس کہہ رہا ہے کہ نہیں بلکہ میری مانو، میری خواہشات و شہوات پوری کرو۔ چنانچہ اب یہ کشاکش اور رسہ کشی شروع ہو گئی۔

ایمان مجھے روکے ہے تو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ مرے پیچے ہے، کلیسا مرے آگے!

یہی سب سے اہم، مرکزی اور بنیادی جہاد ہے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ اندر ایمان تو داخل ہو لیکن اس طرح کی جنگ اور کشاکش شروع نہ ہو۔ یا پھر وہ ایمان، حقیقی ایمان نہیں بلکہ مجردد عوایع ایمان ہے، بالفاظ دیگر ایمان کا خلا ہے۔ کیونکہ جو نبی دل میں حقیقی ایمان آئے گا نفس امارہ، خواہشات اور شہوات کے خلاف جنگ شروع ہو جائے گی، ان کے ساتھ تصادم ہو گا۔ نتیجتاً یا ایمان کا میاب ہو گا یا پھر حیوانی داعیات (Animal Instincts) کا میاب ہوں گے۔ یہ جہاد کی اولین منزل ہے۔ اسی لیے اس کو اصل جہاد کہا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَالْمُجَاهِذُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ)) (منhadī)

”اور چاہ مجاہد ہے جس نے اللہ کی رضا کی خاطر اپنے نفس کے خلاف جہاد کیا۔“

حقیقت ایمان

ڈاکٹر اسرار احمد

اس شمارے میں

ڈیورنڈ لاکن تنازع اور.....

سبقت لے جانے والے

پاکستان کے داخلي اور خارجي مسائل
پاکستانی معيشت.... (اندراوسدی جدوجہد-1)

الْإِنْسَانُ كَيْ نَافِرْ مَانِيْ اُوْرْ بَشِّيرْ وَوْلِيْ کِيْ رَا تَهْمَانِيْ

فَرْمَانْ نَبْوَى

سب سے برا آدمی

عَنْ أَبِي عَمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ شَرِّ النَّاسِ

مَذْلُولٌ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

عَبْدٌ أَذْهَبَ أُخْرَتَهُ بِدُنْيَا

غَيْرِهِ)) (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن)

حضرت ابی عمامة رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قيامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ برا آدمی وہ ہے جو دوسرا کی دنیا بنانے کے لیے اپنی آخرت بر باد کر دے۔“

تشریح: دنیا میں تمام انسان آزمائش کی حالت میں ہیں۔ کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ مال و دولت دے کر آزمارہا ہے اور کچھ لوگوں کو اس سے محروم کر کے سب امتحان گاہ میں ہیں۔ بعض لوگ دوستی، رشتہ داری یاد نیاوی مفاد کے لائق میں کسی ظالم کی حمایت کر کے، اسے دنیا میں فائدہ پہنچاتے ہیں، لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اس سے ان کی اپنی عاقبت خراب ہو گئی۔ جو شخص ظالم کی اعانت کرتا ہے اور اس کے ہاتھ مضبوط کرتا ہے وہ اپنی خوشامدانہ پالیسی سے چاہے اس بد کردار کی دنیا سنوار دے لیکن آخرت میں یہ رو سیاہ، بہت رسو ا ہو گا اور اس کا شمار بدترین انسانوں میں ہو گا۔

سُورَةُ الْفُرْقَانِ ۖ ۷ ۵۵ آیات: ۵۵ تا ۷

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ سَارِبِهِ ظَهِيرًا ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ۝ قُلْ مَا أَسْلَكْمَ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ سَارِبِهِ سَبِيلًا ۝

آیت: ۵۵ «وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ط» ”اور وہ بندگی کرتے ہیں اللہ کے سوا ان کی جونہ تو انہیں کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔“ **وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ۝** ”اور یہ کافر لوگ اپنے رب کی طرف سے پیچھے موڑے ہوئے ہیں۔“

یہ لوگ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتے ہی نہیں۔ ظہیر کا معنی امدادگار بھی ہے اور علی مخالفت کے لیے آتا ہے۔ اس طرح ان الفاظ کا مفہوم ہو گا کہ کافر لوگ اپنے رب کے خلاف دوسروں کے مددگار بنتے ہیں۔

آیت: ۵۶ «وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ۝» ”اور نہیں بھیجا ہم نے آپ گوگر بشیر اور نذر برنا کر۔“

تاکہ جو لوگ حق کا راستہ اختیار کر لیں انہیں اللہ کی رحمتوں اور جنت کی نعمتوں کی بشارت دیں: **فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ لَوْجَنَّتُ نَعِيِّمٌ ۝** (الواقعۃ) ”تو اس کے لیے راحت اور سرور دو نعمتوں والی جنت ہے۔“

اور جو لوگ انکار پر مصروف ہیں انہیں جہنم کے عذاب سے خبردار کریں۔

آیت: ۵۷ «قُلْ مَا أَسْلَكْمُ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝» ”آپ ان سے کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس پر کچھ اجر نہیں مانگتا، سوائے اس کے کہ جو چاہے اپنے رب کا راستہ اختیار کرے۔“

آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ میں تمہیں دعوت دیں اور قرآن سنانے میں ہمہ وقت مصروف رہتا ہوں، لیکن میں نے اس کے عوض تم لوگوں سے کبھی کوئی اجرت نہیں مانگی، کبھی کسی معاوضے کا مطالبہ نہیں کیا۔ تم لوگ مجھ پر شاعر کا ہن اور جادوگر ہونے کا الزام تو دھرتے ہو، مگر کبھی یہ نہیں سوچتے کہ شاعر کا ہن، جادوگر وغیرہ سب تو ہر وقت معاوضے اور انعام کے لائق میں رہتے ہیں، جبکہ میں تو محض اخلاص اور تمہاری خیر خواہی کی بنیاد پر دعوت دین کی خدمت سرانجام دے رہا ہوں۔ اس میں میرا جریا معاوضہ ہے تو صرف اس قدر کہ تم میں سے کسی کو اپنے رب کے راستے پر آنے کی توفیق مل جائے اور اس میں بھی تمہارا ہی فائدہ ہے نہ کہ میری کوئی غرض یا منفعت!

ندائے خلافت

تناخلافت کی بناءز دنیا میں ہو پھر استوار
لاؤں سے ڈھونڈ کر اسلام کا قلب و جگہ

تanzeeem اسلامی کا ترجمان، نظام خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد رحمون

27 جمادی الاولی 1443ھ جلد 31

31 جنوری 2022ء شمارہ 04

مدیر مسئول / حافظ عاکف سعید

مدیر / ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون / فرید الدین مرود

نگران طباعت: شیخ حیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
طبع: مکتبہ جدید پرلیس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی و فتح تanzeeem اسلامی

"دارالاسلام" ملکان روڈ چونگ لاہور۔ پوسٹ کوڈ 53800
فون: 042 35473375-78 مقام اشاعت: 36-کے مذہل ٹاؤن لاہور۔
فون: 03 35869501-03 تکس: publications@tanzeem.org

20 روپے قیمت فی شمارہ

سالانہ زر تعاون

اندر وطن ملک..... 800 روپے

بیرون پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

"مکتبہ مرکزی انہمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال
کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل

پاکستانی معيشت کے خدوخال (انسدادِ سود کی جدوجہد-1)

نوٹ: گزشتہ قسط میں ہم نے قارئین سے وعدہ کیا تھا کہ ہم انسدادِ سود کے حوالے سے پاکستان میں (خاص طور پر تنظیم اسلامی کی طرف سے) ہونے والی جدوجہد کا ذکر کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری نظر میں پاکستان میں داخلی اور خارجی سطح پر پیدا ہونے والے تمام مسائل میں معاشی مسائل انتہائی سنگین نتائج پیدا کر رہے ہیں اور سودی معيشت ان تمام مسائل کی بنیاد اور جڑ ہے۔ دینی نقطہ نظر سے جائزہ لیں تو ہماری شریعت میں سود حرام مطلق ہے اور ایسا گھنا و نا منکر ہے کہ اللہ اپنی آخری کتاب قرآن پاک میں سودی لین دین کو اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ قرار دیتا ہے۔ کسی بھی منکر کے خلاف اتنے غصب کا اظہار نہیں کیا گیا اور دنیوی طور پر یکھیں تو یہ انسانوں کے استھصال کا بدترین ذریعہ ہے۔ پہلے زمانے میں فرد غلام ہوتا تھا۔ آج سودی معيشت کی وجہ سے فرد تو جڑا ہی جاتا ہے لیکن ریاستی سطح پر سودی معيشت نے قوموں کو غلام بنادیا ہے۔ وہ نہ صرف خارجہ پالیسی بنانے میں آزاد نہیں ہوتیں بلکہ داخلی معاملات میں بھی قرض خواہ کی ڈکٹیشن قبول کرنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ ہم اس حوالے سے اس قسط میں اپنے تینیں کچھ نہیں عرض کریں گے بلکہ قائدِ اعظم کے ان فرمودات سے آغاز کریں گے جو انہوں نے کیم جولائی 1948ء کو سٹیٹ بینک آف پاکستان کی پشاور شاخ کا افتتاح کرتے ہوئے کہے تھے اور مغرب کی معيشت کی تباہ کاریوں کا ذکر کیا تھا جو اُس وقت بھی سود پر استوار تھی۔ علاوہ ازیں انسدادِ سود کے حوالے سے پاکستان میں ہونے والی کوششوں کا ذکر ہم <http://giveupriba.com/> سے من و عن نقل کر رہے ہیں تاکہ اسلامی جماعتوں کے اُن کارکنوں (جن کے لیے مجاہدین کا لفظ زیادہ موزوں ہے) کی جدوجہد کا اعتراف بھی کیا جائے اور حکمرانوں کا اس جدوجہد کے راستے میں روڑے اٹکانے کا رویہ بھی سامنے آجائے جس کے باعث مسلمانان پاکستان کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو رہی ہیں۔

"یہ بات ایک اٹل حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں کہ پاکستان اسلام کے نام اور کلمہ طیبہ کے اعلان و اقرار پر وجود میں آیا۔ لاکھوں جانوں کی قربانی اور ہزاروں عصمتیں لٹوانے کے بعد قائم ہونے والے ملک میں اسلامی شریعت کے علاوہ کسی دوسرے قانون کی بالادستی نہ عقلًا قابل تسلیم

متفقہ آئین اور دستور مانا جاتا ہے، میں کہا گیا ہے ”حکومت جس قدر جلد ممکن ہو سکے ربا کو ختم کرے گی۔“ 1962ء کے آئین کے آرٹیکل 38 کی ذیلی دفعہ میں آئین کی تشکیل کے علاوہ قومی سطح پر اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے ایک دستوری ادارہ قائم کیا گیا جس میں تمام ممالک اور مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے مستند علماء کرام کو نمائندگی دی گئی۔ اس ادارے کے فرض منصوبی میں یہ بات شامل کی گئی کہ یہ ادارہ ایسی تجویز مرتب کرے گا جن پر عمل کر کے پاکستانی عوام کی زندگیوں کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالا جاسکے۔

چنانچہ 3 دسمبر 1969ء کو اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی آئینی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے اپنی ایک رپورٹ میں اتفاقی رائے سے اس امر کا اظہار کیا کہ ”ربا اپنی ہر صورت میں حرام ہے اور شرح سود کی بیشی سود کی حرمت پر اثر انداز نہیں ہوتی۔“ مزید یہ کہ موجودہ بینکاری نظام کے تحت افراد اداروں اور حکومتوں کے درمیان قرضوں اور کار و باری لین دین میں اصل رقم پر جو اضافہ یا بڑھوڑی لی یادی جاتی ہے وہ ربا کی تعریف میں آتی ہے۔ سیونگ سرٹیفیکیٹ میں جو اضافہ دیا جاتا ہے وہ بھی سود میں شامل ہے۔ پرویڈنٹ فنڈ اور پوٹل بیمه زندگی وغیرہ میں جو سود دیا جاتا ہے وہ بھی ربا میں شامل ہے اور اس کے ساتھ صوبوں، مقامی اداروں اور سرکاری ملازم میں کو دیے گئے قرضوں پر اضافہ بھی سود ہی کی ایک قسم ہے، لہذا یہ تمام صورتیں حرام اور ممنوع ہیں۔

کونسل کی مذکورہ بالا رپورٹ کے 8 سال بعد 1977ء میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے کونسل کو ہدایت کی کہ کونسل ضروری تحقیق اور تفتیش کے بعد ایسے طریقے بھی تجویز کرے جن کو اپنا کر سود جیسی لعنت کا خاتمہ کیا جاسکے۔ چنانچہ کونسل نے بینک ماہرین، اقتصادیات کے ماہرین اور علماء سے طویل گفتگو اور مباحثت کے بعد اور عالمی سطح پر اس مسئلے کی پیچیدگیوں کے گھرے مطالعے کے بعد 25 جون 1980ء کو اپنی رپورٹ صدر پاکستان کے سامنے پیش کر دی۔ اس رپورٹ میں سود کو ختم کر کے اس کے مقابل نظام کی جملہ تفصیلات درج تھیں اور کہا گیا تھا کہ ان تجویز پر عمل درآمد سے دوسال کے اندر اندر پاکستان کی معیشت سود سے مکمل طور پر پاک ہو سکتی ہے۔

ہے اور نہ شرعاً قابل قبول۔ یہی وجہ ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح کا پاکستان کے لیے ایک اسلامی فلاجی مملکت کا وزن اُن کے درجنوں خطابات سے واضح ہو جاتا ہے جو انہوں نے تحریک پاکستان کے لیے جدوجہد کے دوران اور بعد میں ارشاد فرمائے۔ 1948ء میں سٹیٹ بینک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے قائد کا یہ بیان تاریخی ریکارڈ کا حصہ ہے۔ انہوں نے فرمایا:

”آپ کا تحقیقی شعبہ، بنکاری کے طور طریقوں کو معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے اسلامی تصورات سے ہم آہنگ کرنے کے سلسلے میں جو کام کرے گا میں اس کا دلچسپی کے ساتھ انتظار کروں گا۔ اس وقت مغربی اقتصادی نظام نے تقریباً ناقابل حل مسائل پیدا کر دیئے ہیں اور ہم میں سے اکثر کویہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید کوئی مجزہ ہی دُنیا کو اس بر بادی سے بچا سکے جس کا اسے اس وقت سامنا ہے.... مغربی اقدار، نظریے اور طریقے خوش و خرم اور مطمئن قوم کی تشکیل کی منزل کے حصول میں ہماری مدد نہیں کر سکیں گے۔ ہمیں اپنے مقدر کو سنوارنے کے لیے اپنے ہی انداز میں کام کرنا ہوگا اور دُنیا کے سامنے ایک ایسا اقتصادی نظام پیش کرنا ہوگا جس کی اساس انسانی مساوات اور معاشرتی عدل کے سچے اسلامی تصور پر استوار ہو۔ اس طرح سے ہم مسلمان کی حیثیت سے اپنا مقصد پورا کر سکیں گے اور بنی نوع انسان تک پیغامِ امن پہنچا سکیں گے کہ صرف یہی اسے بچا سکتا ہے اور انسانیت کو فلاح و بہبود، مسرت و شادمانی سے ہم کنار کر سکتا ہے۔

”(قائد اعظم: تقاریر و بیانات، جلد چہارم، ص 501)

جناب قائد کا یہ بیان ایک نوع کا پالیسی سٹیٹمنٹ ہے جو اپنے مفہوم اور مدعای میں بالکل واضح اور غیر مبہم ہے۔ پاکستان کے مرکزی مالیاتی ادارہ کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے اس اصولی موقف کا اظہار اس امر کا غماز ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی آئینی تاریخ اور سود کی حرمت کا مسئلہ بالکل آغاز ہی سے پہلو بہ پہلو رہا ہے۔

1956ء کے آئین اور 1962ء میں تشکیل پائے جانے والے آئین دونوں میں صاف اور غیر مبہم طور پر یہ بات درج تھی کہ حکومت پاکستان نظامِ معیشت سے سود کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے بھرپور کوشش کرے گی۔ اس کے بعد 1973ء کے آئین، جو کہ ہماری تاریخ کا

دفعات کا جائزہ لیا جاسکتا تھا، بلکہ راجح تمام سودی قوانین (22 قوانین) کا جائزہ لے کر بیننگ سمت تمام سودی لین دین کو حرام قرار دیا اور وفاقی حکومت اور تمام صوبوں سے بھی کہا کہ وہ 30 جون 1992ء تک متعلقہ قوانین میں تبدیلی کر لیں اور یہ بھی کہ یکم جولائی 1992ء سے تمام سودی قوانین غیر آئینی ہو جائیں گے اور تمام سودی کار و بار غیر اسلامی ہونے کی بنا پر منوع قرار پائے گا۔

وفاقی شرعی عدالت کے مذکورہ بالا فیصلے کو عوامی سطح پر زبردست پذیرائی ملی اور یہ امید پیدا ہو گئی کہ شاید پاکستان کے قیام کے 45 سال بعد اب ہمارا معاشی قبلہ درست ہو جائے گا اور عوام کو سود جیسے استھانی اور ظالمانہ ہتھکنڈے سے نجات مل جائے گی۔ لیکن دوسری طرف سودخوروں اور بینکوں کو فکر لاحق ہو گئی کہ ان کا پھیلا یا ہوا سودی قرضوں کا جال کہیں کمزور نہ پڑ جائے اور حکومت کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ کہیں بین الاقوامی سطح پر قرضوں کے حصول میں مشکلات نہ پیدا ہو جائیں۔۔۔ اور یہ بھی کہ کہیں تجارتی سرگرمیاں موقوف نہ ہو جائیں۔ چنانچہ 30 جون کے آنے سے پہلے پہلے مالیاتی اداروں، بینکوں اور بعض افراد نے سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بینچ میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپلیٹ دائر کر دیں۔ یہ اپلیٹ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ بن گئیں اور سات سال تک سردخانے میں پڑی رہیں۔۔۔ (جاری ہے)



ضرورتِ سٹاف

مکتبہ خدام القرآن لاہور کے لیے پرنٹنگ کے شعبہ سے متعلق ایک محنتی اور ایماندار کارکن کی ضرورت ہے۔

برائے رابطہ: 0300-4470866

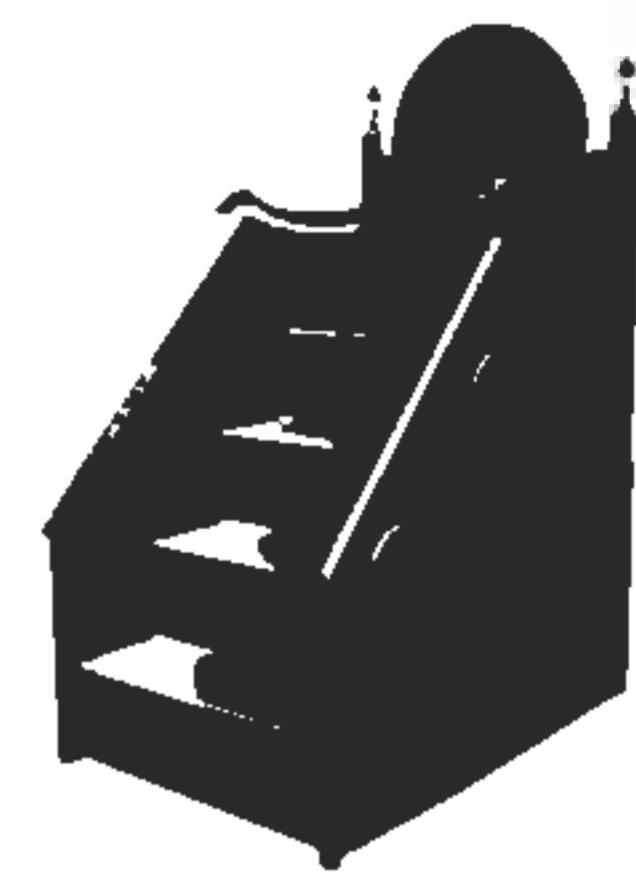
K-36 ماؤنٹ ٹاؤن، لاہور 3-042-35869501

اس روپورٹ کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ سعودی عرب کی کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ نے اس کا عربی زبان میں ترجمہ کر کے اپنی حکومت، اہل علم اور عوام کے استفادے کے لیے شائع کیا۔ لیکن قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے ملک کی افسرشاہی نے اس روپورٹ پر عمل درآمد کے ضمن میں سنجیدہ کوششیں نہیں کیں اور کچھ نہیں دلانہ انداز میں اور بہت ہی محدود پیمانے پر مشارکہ مضافاتہ مرا بحہ اور بعج مؤجل ایسے انداز سے متعارف کروائیں کہ خاطر خواہ نتیجہ اور خیر برآمد نہ ہو سکا۔ چنانچہ کونسل نے ایک اور revised report تیار کی جن میں ان الفاظ میں تنبیہہ اور اظہار افسوس کیا گیا کہ ”کونسل نے 1980-81ء میں کیے جانے والے ان اقدامات کا جائزہ لیا جو حکومت نے اسلامی نظامِ معیشت کے نفاذ کے سلسلے میں انجام دیے ہیں، ان میں خاتمه سود کے لیے کیے جانے والے اقدامات ان سفارشات کے بالکل برعکس ہیں جو کونسل نے تجویز کیں۔۔۔ حکومت نے وہ طریقہ اختیار کیا جو مقصد کو فوت کرنے کا سبب بن گیا۔“

کونسل کی تنبیہات کا حکومت وقت پر جب کوئی اثر نہ ہوا تو 1990ء میں ایک پاکستانی محمود الرحمن فیصل نے وفاقی شرعی عدالت، جو کہ اسلامی قوانین کے مطابق اور اسلامی احکام کے تحت فیصلہ دینے کے لیے وجود میں لائی گئی تھی، میں ایک پیشہ نمبر 30/1 داخل کی اور عدالت سے استدعا کی کہ راجح الوقت سودی نظامِ معیشت کو غیر اسلامی قرار دے کر اس پر پابندی عائد کی جائے اور حکومت وقت کو ہدایت کی جائے کہ پاکستان کے معاشی نظام سے سودجی لعنۃ کا خاتمه کیا جائے۔ وفاقی شرعی عدالت نے اس کیس اور اسی سے ملتے جلتے 114 دیگر کیسز کی مشترک ساعت کی دورانی ساعت بینکرز، اکاؤنٹس، حکومتی نمائندوں اور علماء کو تفصیلی طور پر سنا اور دقيق بحثیں کیں اور تحریری اور زبانی بیانات حاصل کیے اور اکتوبر 1991ء میں 157 صفحات پر مشتمل اپنا تاریخی فیصلہ سنایا۔ اس وقت کی وفاقی شرعی عدالت جسٹس تنزیل الرحمن بطور چیف جسٹس، جسٹس فدا محمد خان اور جسٹس عبد اللہ خان پر مشتمل تھی۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں نہ صرف یہ کہ سود کی ایسی تعریف متعین کی جسے معیار بنا کر مردوجہ نظامِ معیشت میں پائے جانے والے سودی معاملات اور آئین اور دستور میں مذکور سودی

سبقت لے جانے والے

(سورۃ الواقعہ کی آیات 10 تا 14 کی روشنی میں)



جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ بخاری کے خطاب جمعہ کی تلخیص

اصل زندگی میں تمہارے کام آنے والی چیز نہیں۔ محنت اس چیز کے حصول میں کرو جو تمہارے کام بھی آئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ یہاں مال جمع نہ کرو جہاں چوری کا خطرہ ہے، دیکھ لگ جانے کا اندیشہ ہے وہاں جمع کرو جہاں کوئی چوری کا اندیشہ نہیں ہے۔ یعنی آخرت کے بینک میں جمع کرو جہاں تمہاری کمائی ضائع نہیں ہوگی۔ سمجھنے کا نکتہ یہ ہے کہ ہمارے اندر جو فطری جذبات کا سلسلہ اللہ نے رکھا یہ قیمتی ہے، یہ فضول چیزوں میں ضائع نہ ہو جائے۔ اس لیے اسلام انہیں صحیح رخ پر ڈالتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ خیرات (نیکیوں میں) سبقت حاصل کرو۔ خیرات کا الفاظ خیر سے بنتا ہے، یعنی نیکی اور خیر کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ یہ سبقت کا ثابت پہلو ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بھی competition کا جذبہ موجود تھا۔ غزوہ تبوک میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ڈھیروں مال بھی ہے۔ ایک صحابی رات بھر ایک یہودی کے باغ میں مزدوری کرتے رہے اور بد لے میں چند کھجوریں ملیں۔ ان کو دھصوں میں تقسیم کیا، آدھا گھر والوں کے لیے اور آدھا اللہ کے راستے میں دینے کے لیے لے کر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کو سارے مال کے اوپر رکھا۔ یہ اللہ کے ہاں اخلاص کے ساتھ پیش کی گئی کھجوروں کی قدر تھی۔ اسی موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا آدھا سامان لے کر آگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس خیال سے گھر سے نکلا کہ آج میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ دوں گا لیکن وہاں پہنچے تو کیا دیکھ رہے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پورے گھر کام لے کر آئے

فلان کے پاس سمارٹ فون بہت عمدہ ہے، ہمارے پاس اس سے بہتر ہونا چاہیے۔ جبکہ اللہ کی کتاب کہتی ہے کہ تم کس competition میں پڑ گئے ہو۔ مخفف دنیوی ترقی کے لیے جتنی بھی دوڑ لگا لیں یہ سب کچھ تبیہں رہ جانا ہے اور تم نے صرف دو گزر میں میں فن ہونا ہے۔ اگر تمہیں ایک دوسرے سے سبقت لے جانی ہے تو نیکی کے کاموں میں سبقت حاصل کرو۔ فرمایا:

﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ط﴾ (آل بقرہ: 148) ”تو (مسلمانو!) تم نیکیوں میں سبقت کرو۔“

مقابلے کا رجحان، سبقت لے جانے کی خواہش انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ جس طرح کھانے پینے کی خواہش انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ اگر اس خواہش کو کچل دیں گے تو یہ غیر فطری عمل ہوگا۔ اسی طرح خواہش نفس کی دوڑ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتا ہے، ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ کا کلام بتاتا ہے کہ:

مرتب: ابو ابراہیم

کو پورا کرنے کا جائز طریقہ اللہ نے نکاح کو بنایا ہے۔ غصہ انسان کی فطرت میں شامل ہے لیکن اللہ نے بتایا کہ غصہ کہاں آنا چاہیے۔ اما عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عام حالات میں غصہ نہیں کرتے تھے لیکن جب اللہ کی کوئی حدوث تھی تو سب سے زیادہ غصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آتا تھا۔ اسلام انسان کی فطرت کو کچلتا نہیں بلکہ صحیح رخ پر ڈالتا ہے۔ اسی طرح سبقت لے جانے کی خواہش بھی انسان کی فطرت میں شامل ہے لیکن اللہ نے بتایا کہ تمہیں سبقت کس میدان میں لے جانی چاہیے۔ اللہ نے بتایا کہ دنیا کے حصول کی دوڑ میں مست پڑو کیونکہ یہ

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد! قرآن حکیم کے سلسلہ دار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الواقعہ کی آیت 10 تا 14 کا مطالعہ کریں گے۔ ارشاد ہوا:

﴿وَالسَّبِقُونَ الشَّيْقُونَ ۖ﴾ اور آگے نکل جانے والے تو ہیں ہی آگے نکل جانے والے۔“

سبقت کا الفاظ اپنی جگہ بہت اہم ہے۔ انگریزی میں اس کے لیے competition کا الفاظ آتا ہے۔ بچے سکول competition میں پڑھ رہے ہیں تو ان کے درمیان competition ہوتا ہے کہ امتحان میں کس کے نمبر زیادہ آتے ہیں، پوزیشن کون لیتا ہے۔ اسی طرح مارکیٹ میں ایک competititon ہوتا ہے۔ فرد ہو یا ملک آج ہر کوئی دنیا کی دوڑ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتا ہے، ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ کا کلام بتاتا ہے کہ:

”تمہیں غافل کیے رکھا ہے بہتات کی طلب نے! یہاں تک کہ تم قبروں کو پہنچ جاتے ہو۔“ (التکاثر: 2، 1)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کو اگر ایک وادی بھر کر سونا مل جائے تو تمنا کرے گا ایک اور مل جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آتا تھا۔ اسلام انسان کی فطرت کو کچلتا نہیں میں ذکر آیا کہ اس کی اس ہوں کو قبر کی مٹی ہی بجا سکتی ہے۔ آج خاندانوں کے درمیان ریس یہ لگی ہوتی ہے کہ ہمارا گھر چھوٹا ہے۔ فلاں کا گھر بڑا کشادہ ہے۔ فلاں نے برینڈ ڈکار نکلوالی ہے، اسی طرح سیل فون کی دوڑ ہے کہ

کہلائے گا۔ یہ امت امت والا کام کرے گی تو اللہ کی رحمت کے ساتے تسلی رہے گی۔ آج امت کا ستیاناس ہو رہا ہے، امت کا خون سب سے سستا ہوا ہے، مسلمان کی جان سب سے سستی ہے، مسلمانوں کی بستیاں سب سے زیادہ ظلم و ستم کا نشانہ ہیں۔ یہ سب مصائب اسی وجہ سے ہیں کہ ہم مسلمان تو ہیں مگر امت نہیں رہے کیونکہ امت والے کام کریں گے تو امت بنیں گے۔ یہ امت دوبارہ بہترین امت اس وقت بنے گی جب یہ بہترین کام کے لیے اپنی بہترین صلاحیتیں لگائے گی۔ چاہے وہ ہماری جوانیاں ہوں، ہماری دنیوی اشائی ہوں یا ہماری اولاد ہوں۔ اللہ نے ہمیں جو بھی صلاحیتیں دی ہیں ان کو سب سے بہترین کام میں لگانا

خیر امت ہیں نا۔ قرآن فرماتا ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرًا أُمَّةً أُخْرِجْتُ لِلَّئَادِ﴾
(آل عمران: 110) ”تم وہ بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے“

بہترین امت کو اپنے بہترین سورہز بہترین کام کے لیے لگانے چاہئیں۔ یہ امت مال و دولت، تیل کے کنوں، جائیدادوں، ذریس کوٹ کی وجہ سے بہترین نہیں ہے بلکہ اپنے اس فریضے کی وجہ سے بہترین امت تھی جس کے لیے اس کو برپا کیا گیا اور وہ فریضہ تھا اسلام کو سربلند کرنے کا۔ امت اس فریضے کو ادا کرے گی تو امت کہلائے گی۔ جو اس فریضے کو ادا کرے گا تو وہی امتی

پریس ریلیز 21 جنوری 2022ء

ہوئے ہیں۔ یہ تھا صحابہ کرام ﷺ میں مقابلے کا رجحان اور سبقت لے جانے کا انداز۔ بہر حال خیر میں سبقت لے جانے کا موضوع قرآن میں تقریباً دس مرتبہ آیا ہے۔ سورہ الحدید میں دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

﴿سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّيْكُمْ وَجَنَّةٌ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا﴾ (آیت: 21)

”ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین جیسی ہے۔“ competition مطلوب ہے مگر بھائی کے کاموں میں، اللہ کی جنت کے حصول کے لیے، اللہ سے مغفرت کی طلب کے لیے۔ ان کاموں میں سبقت لے جانے والے روز قیامت جنت کے راستوں پر سب سے آگے ہوں گے اور جنت میں سب سے اعلیٰ درجات والے ہوں گے۔ اللہ ہمیں ان میں شامل فرمائے۔

ہم دنیوی لحاظ سے اعلیٰ درجات، اے پلس مارکس حاصل کرنے کی دوڑ میں لگے ہوتے ہیں لیکن دین کے لیے کم تر درجہ کیوں مطلوب ہوتا ہے حالانکہ پتا ہے کہ موت کے بعد دنیا کا سامان دنیا میں ہی رہ جانا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ریٹائرمنٹ کے بعد دین کے لیے وقت دوں گا، لیکن ریٹائرمنٹ کے بعد بچتا کیا ہے۔ البتہ اللہ جس کو توفیق دے، یہ اللہ کی نعمت ہے۔ ہمارا دین ہر ایک کوموٹیوٹ کرتا ہے، ترغیب و تشویق دلاتا ہے، چاہے وہ بچے ہوں، بوڑھے ہوں، مرد ہوں عورت ہوں۔ نابالغ بچوں کی نیکیاں اللہ کے ہاں مقبول ہیں اور گناہ کریں تو معاف ہے اور بوڑھے ہوں تو ان کے لیے بھی دین میں ترغیب و تشویق موجود ہے۔ عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم دین کے لیے اپنا بہترین سرمایہ لگائیں۔ کبھی وہ بھی ٹرینڈ تھا جواب تھوڑا کم ہوا ہے۔ کسی کے چار بچے ہیں تو ایک کو بیور و کریٹ بنادیا، دوسرے کو فلاں فیلڈ میں، تیسرا کو فلاں فیلڈ میں لگادیا اور چوچھا تھوڑا سا کندڑا ہیں۔ ہم اسے تھوڑا سا معدود رہے تو اس کو مدرسے میں ڈال دیا۔ کیا باقی والوں کے لیے دین نہیں ہے؟ سب کو عالم، مفتی بنا نا مقصود نہیں لیکن بنیادی دینی تعلیم کا ہونا ضروری ہے لیکن اگر ہم کمزور طلبہ کو مدرسے میں ڈالیں گے تو پھر منبر و محراب پر جو کچھ ہو رہا ہے اس پر کڑھتے رہیں گے، ہم دین کے کام کے لیے بیسٹ سٹوڈنٹ کیوں داخل نہیں کرتے؟ ہم

دہشت گردی کی نئی لہر پوری قوم کے لیے لمحہ فکر یہ ہے

شجاع الدین شیخ

دہشت گردی کی نئی لہر پوری قوم کے لیے لمحہ فکر یہ ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے نیوانارکی لاہور میں بم دھماکے کی مذمت کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ بلوج نیشنل سٹ آرمی (بی این اے) کا اس دہشت گردی کی ذمہ داری قبول کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ اس دہشت گردی کی پشت پر ہمارا ازلي اور دیرینہ دشمن بھارت ہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معصوم شہریوں کو شہید کرنا انتہائی بزدلانہ اور سفا کا نہ فعل ہے۔ انہوں نے کہا کہ حساس اداروں کی طرف سے مکملہ دہشت گردی کا الرٹ جاری ہونے کے باوجود ایسے ہولناک واقعہ کا سدی باب نہ ہونا ہمارے سیکورٹی اداروں کی ناکامی کا واضح ثبوت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ریاست کو اس حوالے سے بہت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ خطے میں کشیدگی بڑھتی جا رہی ہے اور دشمن ہمارے اندر ورنی حالات میں مزید بگاڑ پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے حکومت، اپوزیشن سمیت تمام سٹیک ہولڈرز کو آن بورڈ لے تاکہ ساری قوم متحد ہو کر ان دہشت گروں کے مذموم مقاصد کو ناکام بناسکے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

کر لیتے ہیں، مذمت بھی کرتے ہیں، ہم پریس ریلیز بھی جاری کر دیتے ہیں لیکن سعودی عرب کے دینی طبقات کے لیے یہ کام کرنا ناممکن ہے۔ ان کے لیے زندگی مشکل کر دی گئی۔ مگر ان میں سے دو چار کھڑے ہو کر شہید بھی ہوئے ہیں، قید بھی کیے جا رہے ہیں۔ اس دور کے اعتبار سے جو لوگ غلبہ دین کی جدوجہد میں سب سے آگے ہیں، سب سے پہلے اس دعوت کو قبول کرتے ہیں اور اس جدوجہد میں سبقت لے جاتے ہیں، دین کے تقاضوں پر عمل کرنے میں پیش پیش ہوں گے ان شاء اللہ وہ سابقون میں سے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی سابقون اور مقربین جیسے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں ان میں شامل فرمائے۔ آمين!



بعد والوں میں سے بہت تھوڑی تعداد ہوگی۔ دوسری رائے یہ ہے کہ ہر دور اپنے اعتبار سے ایک دور کھلائے گا۔ کبھی دین مغلوب ہو جاتا ہے اور کسی دور میں پھر غالب ہو جاتا ہے۔ لہذا جس دور میں بھی دین غالب ہو گا اور اس کے غلبہ کی جدوجہد میں شامل ہونے والے، غلبہ دین کی جدوجہد میں سبقت لے جانے والے مقربین میں شامل ہوں گے جبکہ اس جدوجہد میں جو لوگ بعد میں شامل ہوں گے ان میں تھوڑی تعداد مقربین کی ہوگی۔ اس تشریح میں ایک تسلی ہمیں بھی مل جاتی ہے۔ آج بھی ایک مغلوبیت کا دور تو ہے۔ آج دین کے لیے جدوجہد کرنا کئی اعتبار سے ایک مشکل کام ہے، کئی مشکلات کا سامنے ہے۔ سعودی عرب کے حالات کو ہی مدنظر رکھ لیجئے جو اسلام کا مرکز تھا مگر آج وہاں دین کی بات کرنا مشکل ہو چکا ہے۔ پاکستان میں تو ہم بڑے آرام سے دین کی بات کر لیتے ہیں، تنقید بھی جمعرات (06 جنوری) کو معمول کی مصروفیات رہیں۔

جمعہ (07 جنوری) کو مسجد شادمان میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ ہفتہ (08 جنوری) طلب اصلاح خطوط کے حوالے سے مرکز میں نائب امیر، ناظم اعلیٰ، ڈاکٹر سید عطاء الرحمن عارف، ڈاکٹر امیاز احمد، ڈاکٹر غلام مرتضیٰ اور خورشید احمد سے آن لائن مشاورت ہوئی۔

منگل (11 جنوری) کو گلستانِ جوہر میں رجوع الی القرآن کورس کے شرکاء سے "فرضیت اقامتِ دین" کے موضوع پر خطاب فرمایا اور سوالات کے جوابات دیئے۔ نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

غم نہ کریں

ہم پر جو بھی مصیبت آتی ہے، وہ اللہ ہی کی مرضی اور اجازت سے آتی ہے، اس کے اذن کے بغیر کائنات میں ایک پتا بھی نہیں ہل سکتا، وہ ہمارا کارساز اور پروردگار ہے، اگر اس کی مشیت ہو کہ ہمیں کوئی تکلیف آئے تو سر آنکھوں پر۔ (ملفوظات ڈاکٹر اسرار احمد)

چاہیے۔ اگر ہم دین کے لیے جدوجہد کریں گے تو اللہ ہمیں دوبارہ عزت بھی دے گا، طاقت بھی دے گا۔ اللہ غیور ذات ہے۔ وہ دنیا کو ذلیل کر کے ہمارے قدموں میں ڈالے گا۔ لیکن اگر دنیا کو مقصود بنائیں گے تو ہم ذلیل ہو جائیں گے۔ اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے کہ ہم اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھیں۔ آگے ارشاد ہوا:

﴿أُولَئِكَ الْمُقْرَبُونَ ⑪﴾ ”وَهُيَ تُو بَهْتَ مُقْرَبٌ ہوْنَ گَرَبَهْ“ (الواقعہ)

مقربون کے معنی ہیں قرب والے۔ یعنی وہ لوگ اللہ کی جنتوں میں اللہ کے بہت قریب ہوں گے۔ یہ سب لوگ اس دنیا میں خیر اور نیکی کے کاموں میں سبقت لے جانے والے ہوں گے۔ آگے فرمایا:

﴿فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ⑫﴾ ”يَنْعِمُونَ وَالَّذِينَ ہوْنَ گَرَبَهْ“ (الواقعہ)

جنت کے نظارے جا بجا قرآن پاک میں بیان ہوئے ہیں۔ آگے مقربین کے متعلق ایک اہم بات بتائی جا رہی ہے کہ ان میں کس زمانے کے لوگ زیادہ تعداد میں ہوں گے اور کس زمانے کے تھوڑی تعداد میں۔ فرمایا:

﴿ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ⑬﴾ ”يَبْرُزُ تعدادٌ مِّنْ ہوْنَ گَرَبَهْ مِنْ سے۔“

﴿وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ⑭﴾ ”اوْ تھوڑے ہوں گے پچھلوں میں سے۔“

معلوم ہوا کہ مقربین کی ایک بڑی تعداد پہلے لوگوں پر مشتمل ہوگی اور بہت تھوڑی تعداد بعد والوں کی ہوگی۔ اس مقام کی تفسیر میں کئی باتیں ہمارے مفسرین نے بیان فرمائی ہیں۔ میں یہاں دونکات عرض کر دیتا ہوں۔ ایک رائے ہے کہ مقربین میں اس امت کی ایک بڑی تعداد اولین میں سے ہوگی۔ اولین کون ہیں؟ اس کی وضاحت جمعہ کے خطبے میں بھی آتی ہے کہ:

((خیر القرون قرنی ثم الدين یلونهم ثم الدين یلونهم))

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ بہترین دور میرا ہے۔ یعنی آپ ﷺ کا اور صحابہ کرام ﷺ کا دور سب سے بہترین دور تھا۔ پھر جوان کے بعد ہوں گے یعنی تابعین، پھر وہ جوان کے بعد ہوں گے یعنی تبع تابعین۔ یہ تین اس امت کی بیست جزویں ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ مقربین میں بڑی تعداد انہی تین جزویں میں سے ہوگی جبکہ اس کے

افکار و نظریات و نظام تعلیم اسی انسان کی تربیت و GROOMING ہے کہ بہتر اور تیز درندہ اور کھلے عام بے حیائی کرنے والا اور ہر قسم کے اخلاق، لباس، رشتہ دار یوں اور حلال و حرام کے ضابطوں سے آزاد رہ کر جو دل چاہے وہ کرے، جو دل مانگے وہ دکھائے اور جب جنسی خواہش پیدا ہو جہاں سے جیسے تیسے پوری کر لے۔ جبکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو موت سے پہلے کی زندگی اور موت کے بعد کی زندگی کے اصول و ضوابط بتاتا ہے اور اس کے لیے انسان کے اخلاق و کردار کو سنوارتا ہے۔ آج کا مغرب زدہ مسلمان خدا شناسی، آخرت شناسی اور خودی شناسی سے بہرہ (تھی دامن) اور حیوانیت میں یکتا ہے کردار، ضمیر اور اخلاقی قدرؤں سے نابلد ہے۔ فیا اسفا۔

حضور رسالت—9 (IX)

بروے او در دل ناکشادہ
خودی اندر کف خاکش نزادہ
ضمیر او تھی از باگ تکبیر
حریم ذکر او از پا فقادہ

ترجمہ اس کے سامنے دل کا دروازہ نہیں کھلا ہوا۔ اس کی مٹی کی مٹھی (جسم)

میں خودی پیدا نہیں ہوئی۔ مراد اپنی ذات کے جوہ اور اپنی حقیقت سے نا آشنا ہے۔ اس کا ضمیر اللہ اکبر کی آواز سے خالی ہے۔ اس کے ذکر کا حریم (یعنی دل سے اللہ کا ذکر) ختم ہو چکا ہے۔

تشریح آج کا مسلمان بطن و فرج کا پچاری اور خودی و خدا شناسی سے بے بہرہ ہے۔ اس کا دل نیکی، بھلائی، معروف اور حق سے نا آشنا ہے اس نے دل کا یہ دروازہ ہی بند کر لیا ہے اور اس کے جسم و جان میں خودی پیدا ہی نہیں ہوتی۔ اس کا تن اس خودی سے آشنا ہے اپنے جوہ اور خودی کے نتیجے میں خود شناسی و خدا شناسی سے کوسوں دور ہے۔ اس کے سینے میں ایک مسلمان کا دل نہیں لگتا کہ مسلمان تو تکبیر سے آشنا ہوتا ہے نعمہ تکبیر اور تکبیر رب کی صدائیں اس کے لیے جانی پچانی ہوتی ہیں مگر آج مسلمان کا ضمیر اور باطن ان باتوں سے نا آشنا اور بے بہرہ ہے اس کے اندر دل کی دنیا اپنے رب کی یاد سے عاری ہے اور ضمیر شاید مردہ ہو چکا ہے کہ اس کے سینے میں ذکر خداوندی کی صدائیاً بند ہو گئی ہے اور اس کی طرف اب وہ کوئی کشش اور میلان یا ترپ بھی محسوس نہیں کرتا ایسے مسلمانوں کو برطانوی منہوس استغفار کے خلاف آمادہ عمل کرنا جو یہ شیر نکالنے کے متراوٹ ہے۔

حضور رسالت—9 (VIII)

دل خود را اسیر رنگ و بو کرد
تھی از ذوق و شوق و آرزو کرد
صفیر شاہبازاں کم شناسد
کہ گوشش با طنین پشہ خو کرد
ترجمہ اس (دور حاضر کے مسلمان) نے اپنے دل کو رنگ و بو کا قیدی بنالیا ہے (اور اس کا دل) ذوق و شوق اور خواہشات سے خالی ہو گیا ہے۔

وہ شہبازوں کی آواز کو نہیں پہچانتا کیونکہ اس نے اپنے کانوں کو مچھر کی بھجنہاہث کا عادی کر لیا ہے۔ (مراد یہ کہ دین سے کنارہ کشی اختیار کر کے دنیا میں کھو گیا ہے)۔

تشریح اے سرتاچ انبیاء حضرت محمد ﷺ! آج کے اس دور کے مسلمان نے منہوس برطانوی غلامی میں محو ہو کر اپنے آپ کو رنگ و بو کا قیدی بنالیا ہے اور دنیاوی آسائشوں اور رنگینیوں کا دلدادہ بنالیا ہے۔ ایک حقیقی مسلمان کی حیثیت سے ہمارا شوق و ذوق ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں اس کے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ سے محبت و عشق کا فلادہ گردن میں ہو اور آپ کے ہر حکم پر سرتسلیم خم کرنے والے ہوں لیکن مسلمان بننے، مسلمان رہنے، مسلمان جینے اور مسلمان مرنے کی آرزو ختم ہو چکی ہے۔ آج کا مسلمان ایسی آوازوں اور نصیحت آمیز باتوں پر کم توجہ دیتا ہے (اور شاید پہچانتا بھی نہیں) کہ جس سے اس میں انگریز کی غلامی سے نجات کا جذبہ بیدار ہو۔ اس نے ایسی شاندار جذباتی آزادی کے نغموں سے بے رُخی اختیار کر لی ہے اور اب اس کے کان صرف گندی اور گلی چیزوں کو سنتے ہیں اور اس کے عادی ہیں (قرآن مجید کو چھوڑ دیا آج فلمی گانے، بے ہنگم موسیقی اور اخلاق دشمن کا رثنوں اور ڈراموں سے محظوظ ہوتا ہے) یعنی مسلمان شاہبازوں اور مجاہدوں کی آوازوں کی بجائے مچھر کی بھجنہاہث کو ہی نعمت اور موسیقی سمجھ کر اس سے دل بہلاتا ہے۔ فیا اسفا!

مغربی نظام تعلیم نے گزشتہ دو صدیوں سے امت مسلمہ کے مسلمان ممالک کے طول و عرض میں سیکولر، لبرل، بے خدا، بے زار، وحی دشمن، انسان دشمن اور حیوانی تہذیب کو جنم دیا ہے جس سے تعلیم یافتہ انسان اپنے آپ کو بندروں کی نسل سے ذرا ترقی یافتہ بندروں (LATEST MODEL) سمجھتا ہے۔ جبکہ قرآن مجید میں انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی شاہکار مخلوق کہا ہے اور کہا ہے کہ میں نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے (لما خَلَقْتُ بِيَدِيَّ) (سورہ حم) یعنی انسانی جسد اور انسانی روح یا خودی دو مستقل وجود ہیں جن کا مجموعہ انسان ہے۔ مغرب اس انسان کو صرف حیوان ممحض اور درندہ سمجھتا ہے اس کے

فیاض مذاہت کا ختم کرنے کے بعد بارڈر لائسنس دیجئے اور جویں اسٹریٹ اگر مذاہت کا فیاض مذاہت کی وجہ سے ملکہ عالم پر اپنے قابل
شہزادی طرح حاملہ اسلام پر صاری و خالیہ خالیہ پر بھیگ رہا ہے۔

جب نیشن سٹیٹ وجود میں آئیں تو مسلم امہ کے اندر سے (اشداء علی الکفار و رحماء بینہم) والا معاملہ ختم ہونا شروع ہو گیا: رضاۓ الحق

افغان طالبان نے ہنس سال پاکستان کی محکمہ ریوس کیہا اسٹریٹ اپ پاکستان کی باری ہے کہ افغان طالبان کی محکمہ ریوس کی سب سے بڑی تباہ

ڈیورنڈ لائن تنازع اور اس کا حل کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ زکاروں کا اظہار خیال

ایوب بیگ مرزا: اصل میں پاکستان اور افغانستان کا بارڈر پہلے ایک بالکل سافت بارڈر تھا لوگوں کے آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ لیکن جب نائیں الیون کے بعد پاکستان میں دہشت گردی عروج پر چلی گئی تو پاک فوج کو مجبوراً وہاں پر باڑ لگانی پڑی کیونکہ اس وقت افغانستان میں اشرف غنی جیسے لوگوں کی حکومت تھی جنہیں امریکہ اور بھارت کی سپورٹ تھی۔ سی آئی اے اور را، وہیں سے دہشت گرد تیار کر کے پاکستان میں بھیجتے تھے۔ اگر یہ باڑ نہ لگائی گئی ہوتی تو پاکستان میں ابھی تک خوزیزی جاری رہتی کیونکہ حامد کرزی اور اشرف غنی وغیرہ نے پاکستان کے حوالے سے اپنی عوام میں اتناز ہر گھول دیا تھا اور امریکہ نے اس کام کے لیے اتنی فنڈنگ کی تھی کہ وہاں کے عوام پاکستان کو اپنا مخالف سمجھنے لگے تھے۔ اب وہاں اگرچہ افغان طالبان کی حکومت ہے جو پاکستان سے کشیدگی نہیں چاہتے لیکن عوام میں ایسا طبقہ ابھی بھی موجود ہے جو اشرف غنی، بھارت اور امریکہ کا پالا ہوا ہے وہ اس مسئلہ کو دوبارہ ہوادے رہا ہے۔ ظاہر ہے افغان طالبان کو بھی اپنے عوام کا اعتماد بحال رکھنا ہے اور وہ اس تنازع کو بات چیت کے ذریعے حل کرنے کے خواہاں ہیں۔

بہرحال اب یہ باڑ لگ گئی ہے لہذا دونوں فریقوں کو چاہیے کہ وہ باہمی مذکرات سے مسئلہ حل کر لیں اور شرپسندوں کو کسی قسم کی مداخلت کا موقع نہ دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ افغان طالبان اس حوالے سے نیک نیت بھی ہیں اور صحیح سوچ بھی رکھتے ہیں۔ پاکستان کے حوالے سے ان کی ثابت سوچ ہے لیکن عوامی سطح پر ان کی کچھ مجبور یاں

ہوا ہے کیا یہاں کی پلانگ کا حصہ ہے؟

رضاۓ الحق: آپ نے بہت اہم نکتہ اٹھایا، چاہے ریڈ کلف ایوارڈ کی صورت میں بر صغیر کی تقسیم کا معاملہ ہو چاہے یا ڈیورنڈ لائن کی صورت میں پاک افغان بارڈر ہوتاج برطانیہ نے یہ تقسیم مستقبل کے نیشن سٹیٹ کے تصور کے تحت کی تھی۔ ظاہر بعد میں اس وجہ سے تنازع پیدا ہونا ہی تھا اور استعماری طاقتیں بھی یہی چاہتی تھیں کہ بعد میں

سوال: ڈیورنڈ لائن کی مختصر تاریخ کیا ہے اور یہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان وجہ تنازع کیوں بنی رہی؟

رضاۓ الحق: تقریباً 2 ہزار 6 سو کلو میٹر پاک افغان بارڈر ہے جس کو ڈیورنڈ لائن کہا جاتا ہے۔ تاریخی طور پر اس کی وجہ تنازع کے پچھے کئی عوامل کا فرمائیں۔ اصل میں پاکستان اور افغانستان کا یہ پورا خطہ قدیم زمانے سے ایک ہی رہا ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں اس کے لیے ہند، سندھ، دکن، خراسان جیسے نام ملتے ہیں۔ خاص طور پر ایک کوشنہل ایشیا کے لیے ایک گیٹ وے کی حیثیت حاصل تھی۔ غزنوی ہوں، مغل ہوں، درانی حکمران ہوں ان کے لیے ایک کے پار کا حوالہ دیا جاتا تھا۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد جب برطانیہ تقریباً پورے بر صغیر پر قابض ہو گیا تو وہ چاہتا تھا کہ اس کے اور روں کے درمیان ڈیورنڈ اور ولی کابل عبدالرحمٰن خان کے درمیان پہلے اس قائد اعظم نے وہاں کا دورہ کر کے وہاں کے قبائلی عوام دین کو آن بورڈ لیا۔ نائیں الیون کے بعد امریکہ افغانستان میں آیا تو یہ تنازع ایک بار پھر گرم ہو گیا۔ افغانستان میں امریکہ کی کٹھ پتلی حکومتوں نے اس تنازع کو مزید ہوادی۔ بنیادی طور پر مسلمان ممالک کے مابین سرحدی تنازعات کی اصل وجہ یہ ہے کہ جب 1924ء میں خلافت کا نظام ختم ہوا اور مسلمان مختلف ریاستوں میں بٹ گئے تو اس وجہ سے امت کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا۔

مرقب: محمد فیض چودھری

ان علاقوں میں کشیدگی پیدا۔ اسی وجہ سے جب 1893ء میں ڈیورنڈ لائن قائم ہوئی تو 1919ء تک تین اینگلو افغان جنگیں ہوئیں اور تیسرا اینگلو افغان جنگ کے خاتمے پر ڈیورنڈ معاہدہ میں ترمیم کر کے نیا اینگلو افغان معاہدہ ہوا۔ چنانچہ پاکستان کو یہ تنازع ورثے میں ملا لیکن پھر بھی قائد اعظم نے وہاں کا دورہ کر کے وہاں کے قبائلی عوام دین کو آن بورڈ لیا۔ نائیں الیون کے بعد امریکہ افغانستان میں آیا تو یہ تنازع ایک بار پھر گرم ہو گیا۔ افغانستان میں امریکہ کی کٹھ پتلی حکومتوں نے اس تنازع کو مزید ہوادی۔ بنیادی طور پر مسلمان ممالک کے مابین سرحدی تنازعات کے دوں گے اور ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے۔ اس معاہدے کے پچھے برطانیہ کا اصل مقصد روں کو کا و نظر کرنا تھا۔

سوال: جس طرح پاکستان اور انڈیا کے بارڈر پر باڑ لگی ہوئی ہے اس طرح کی باڑ پاک افغان بارڈر پر لگانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

سوال: انگریز نے جب بھی ملکوں کے بارڈر کی ڈیکوکریز نگ کی ہے وہاں بعد میں تنازع پیدا ہوا ہے جیسے کشمیر آج تک پاکستان اور انڈیا کے درمیان وجہ تنازع بنا

مجزہ ہوا کہ افغان طالبان نے پہلے اسلامی حکومت قائم کر لی اور دوسری مرتبہ دنیا کے سب سے بڑے اتحاد کو شکست دے دی تو اب امریکہ نے پاکستان اور افغانستان کو بریکٹ کرنا شروع کیا کہ یہ "ایف پاک" ریجن ہمارے لیے خطرہ ہے۔ اس کا دوسرا منطقی نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ ہمارے خطے میں مسلم اتحاد بنتا ہوا نظر آرہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے پانچ ادوار گنوئے ہیں۔ پہلا دور نبوی، دوسرا خلافت راشدہ کا دور، پھر کاث کھانے والی ملوکیت کا دور، پھر جبرا اور غلامی کا دور جو نظریاتی غلامی کی شکل میں ابھی تک جاری ہے۔ اس کے بعد پھر پانچوائی دور خلافت علی منہاج النبوة کا دور ہوگا۔ دیگر احادیث میں خراسان کے علاقے کا نام آتا ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ خراسان سے کالے جھنڈوں والا ایک لشکر نکلے گا اور اس کو کوئی نہیں روک سکے گا یہاں تک کہ وہ ایلیا میں جا کے اپنے جھنڈے گاڑ دے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایلیا موجودہ بیت المقدس کی سر زمین کو کہا جاتا تھا جہاں اس وقت اسرائیل کی ناجائز ریاست موجود ہے۔ لہذا اس وقت کرنے کا اصل کام یہ ہے جس کے بارے میں اقبال نے اشارہ دیا تھا۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسانی کے لیے نیل کے ساحل سے لے کر تابناک کا شفر ہمیں نیشن سٹیٹ کے مغربی تصور کو امت کے اجتماعی مفاد میں قربان کرنا ہوگا اور اسلام کے اجتماعی نظام کی طرف دوبارہ آنا ہوگا۔ ہمارا دینی فریضہ بھی یہی ہے کہ ہم اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو قائم اور غالب کرنے کے لیے جدوجہد کریں اسی مقصد کے لیے اس امت کو خیر امت قرار دیا گیا تھا۔ جب ہم اس مقصد کو بھول گئے تو ہم خیر امت نہیں رہے اور اللہ کی مدد سے محروم ہو گئے۔ اب اللہ کی مدد کے حصول کے لیے ہمیں دوبارہ اپنے اصل فریضہ کی ادائیگی کی طرف لوٹنا ہوگا۔ بقول اقبال نے اشارہ دیا تھا۔

یہ چون معمور ہو گا نغمہ توحید سے یعنی نیشن سٹیٹ کے موجودہ تصور کی جگہ مستقبل میں خلافت ہی لے گی۔ چاہیے کہ ہم اس کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ سوال: مسلمانوں نے جنگوں میں کبھی شکست نہیں کھائی، ہمیشہ سازش کا شکار ہوئے ہیں۔ کیا پاک افغان سرحد کا تنازع اسی طرح کی سازش کا شاخصاً ہے تاکہ طالبان

میں یورپ میں برل ازم کا نظریہ پروان چڑھا اور پھر یہی نظریہ ایک نظام کی شکل اختیار کرتا چلا گیا۔ یعنی اسی نظریے پر انہوں نے سیاسی، معاشری، معاشرتی، تعلیمی، عدالتی غرضیکہ ہر قسم کے نظاموں کو ترتیب دینا شروع کر دیا۔ جس وقت سیکولر ازم اور برل ازم کی یہ تہذیب اپنے عروج کی طرف بڑھ رہی تھی تو دوسری طرف مسلم تہذیب اور خلافت زوال کی طرف جا رہی تھی۔ 1839ء میں خلافت عثمانیہ میں یہ فیصلہ کردیا گیا کہ اب عدالت میں شریعت کی بنیاد پر فیصلہ نہیں کیے جائیں گے۔ یعنی اسی وقت سے نیشن سٹیٹ کی داغ بیل پڑنا شروع ہو گئی اور جب جنگ عظیم اول کے اختتام پر خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا تو یعنی اسی دن چالیس نیشن سٹیٹ قائم ہو گئیں۔ اناطولیہ جو سلطنت عثمانیہ

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ خراسان سے کالے جھنڈوں والا لشکر نکلے گا اور اس کو کوئی نہیں روک سکے گا یہاں تک کہ وہ ایلیا میں جا کر اپنے جھنڈے گاڑ دے گا۔

کا علاقہ ہوتا تھا وہ اب تر کی بن گیا۔ اس کا بڑا نتیجہ یہ نکلا کہ مغرب کا سیکولر نظام دین کی صورت میں پوری دنیا میں نافذ ہو گیا۔ یعنی سیاسی، معاشری اور معاشرتی نظام بھی انہی کا رانج ہونا شروع ہو گیا۔ اب ان نیشن سٹیٹس کا نقصان یہ ہوا کہ امت کے اندر تنازعات پیدا ہو گئے۔ کشیدگیاں پہلے بھی ہوتی تھیں لیکن اجتماعی سطح پر وہ حل ہو جاتی تھیں۔ لیکن

اب ریاستیں ایک دوسرے کی مخالف بننا شروع ہو گئیں اور میراں لکھ اور تمہارا ملک کا نعرہ لگانا شروع ہو گیا جس کی وجہ سے اسلام بھیتیت دین پس پشت ڈال دیا گیا اور انفرادی سطح تک محدود ہو کر صرف مذہب کی شکل اختیار کر گیا۔ حالانکہ اسلام ایک مکمل دین یعنی نظام تھا۔ اس کے ساتھ خلافت

اور جہاد کا تصور بھی لوگوں کے ذہنوں سے محکر دیا گیا۔ کروا دیا گیا۔ پھر داعش جیسی تنظیمیں بنیا کر اس تصور کو بدنام کر دیا گیا۔ پھر قرآن سے دوری اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کو کمزور کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ چنانچہ جب غیروں کا نظام ہم نے مکمل طور پر اپنالیا تو ہم نے اس پر اتفاق کر لیا کہ اب یہی نظام چلانا ہے۔ لیکن پھر افغانستان میں

ہیں۔ دوسری طرف پاکستان بھی اس کی اجازت نہیں دے سکتا کہ جس باڑ پر پاکستان قوم کا اربوں روپیہ لگ گیا ہواں کو ایک دم ملیا میٹ کر دیا جائے۔ لہذا دونوں ممالک بھائیوں کی طرح بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کر لیں تاکہ یہ باڑ بھی قائم رہے اور افغانوں کے تجارتی مفادات بھی قائم رہیں۔

سوال: اس باڑ کے لگنے سے جہاں دھشت گردی رکے گی، نسلیات کی اسمگنگ اور اسلحہ کی آمدروفت رکے گی وہاں ایک اضافی فائدہ یہ ہو گا کہ غیر قانونی مہاجرین کو روکنے کا بھی یہ ذریعہ بنے گی۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: بالکل! امریکہ کو معلوم ہو گیا تھا کہ ہمیں اب پسپائی اختیار کرنی ہی پڑے گی لیکن اس کا منصوبہ تھا کہ ہم افغانستان سے اس طرح جائیں کہ افغانستان میں بھی بر بادی آئے اور پاکستان میں بھی بر بادی آئے۔ اگر افغانستان میں بر بادی کا معاملہ شروع ہوتا ہے تو ظاہر ہے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں افغانی پاکستان میں ہجرت کریں گے اور پاکستان اپنی خراب معاشری صورتحال میں اتنے لوگوں کو کیسے سنبھالے گا۔ لہذا امریکی منصوبہ کے مطابق یہ بر بادی دونوں ممالک میں آنی تھی۔ غیروں کی یہی سازش تھی لیکن اللہ کی رحمت سے اور افغان طالبان کی داشمندی اور پاکستانی حکومت کے تحمل سے یہ مسئلہ سفارتی سطح پر حل ہو جائے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ دونوں ممالک کی حکومتیں اس مسئلے کو خوش اسلوبی سے حل کریں گی اور دشمن کی سازش کو ناکام بنا سکیں گی۔ ان شاء اللہ

سوال: نیشن سٹیٹ کا تصور آج کل پوری دنیا میں پروان چڑھ رہا ہے۔ باڑ اکھاڑنے پر جو کشیدگی پاک افغان بارڈر پر پیدا ہوئی ہے اور انڈیں میڈیا نے اس کو بہت اچھا لے ہے اور پاکستان اور طالبان کے درمیان انتشار کی ایک صورت دکھانے کی کوشش کی ہے۔ کیا نیشن سٹیٹ کے نظریے کا منطقی نتیجہ نہیں ہے؟

رضاۓ الحق: جب یہ نیشن سٹیٹ وجود میں آئیں تو مسلم امہ کے اندر سے (ashade علی الکفار و رحماء بینہم) والا معاملہ ختم ہونا شروع ہو گیا۔ یعنی مسلمان ممالک آپس میں اتحاد کرنے کی بجائے ایک دوسرے سے لڑنے بھڑنے لگے۔ تاریخ کو سامنے رکھیں تو سو ہویں صدی

اور حکومت پاکستان کے درمیان درازیں ڈالی جائیں؟

عظمت ثاقب ممتاز: یقیناً یہ سازشیں ہر دور میں ہوتی رہی ہیں۔ سلطنت عثمانی کے خاتمے کے لیے مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیا گیا۔ عربوں نے بغوات کی اور ترک پورے مذل ایسٹ میں ہار گئے اور اس طرح پہلی جنگِ عظیم میں سلطنت عثمانی کا خاتمہ ہو گیا۔ اسی طرح اسرائیل کا مقابلہ تمام عرب ممالک کے ساتھ تھا۔ چھوٹا سا اسرائیل عرب ممالک کی آپس کی چیقلش، ذاتی مفاد وغیرہ کی وجہ سے ان پر حاوی ہے۔ پھر افغانستان کی مثال لیں۔ 1979 سے 1989ء تک سات مجاہدین جماعتوں کا اتحاد تھا جس کی وجہ سے انہوں نے روس کو شکست دی لیکن وہی اتحاد 1989ء سے لے کر 1996ء تک آپس میں لڑتا رہا یا لڑایا گیا جس کی وجہ سے ان کی ہوا اُکھڑگئی، خون خراب ہوا، بدمتی ہوئی اور افغانستان تھس نہس ہو گیا۔ پھر طالبان آئے تو انہوں نے پہلے دور حکومت کے دوران امن قائم کر دیا۔

نائن الیون کے بعد امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا اور پھر بیس سالہ جدو جہد کے بعد افغان طالبان نے امریکہ اور نیٹو کو شکست دی۔ ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو جب بھی شکست ہوئی آپس کی لڑائی کی وجہ سے ہوئی اور جہاں مسلمان تھوڑے غالب ہوئے وہاں متحد ہونے کی وجہ سے ہوئے۔ موجودہ پاک افغان سرحدی تنازعہ کو دونوں مسلم حکومتوں کو مل کر حل کرنا چاہیے اور وہ کر بھی لیں گے۔

سوال: یہ رائے عام طور پر پائی جاتی ہے کہ پاکستان کی حکومت اور طالبان کی حکومت فطری اتحادی ہیں۔ اس طرح کے واقعات کیا اس بیانی کی نظر نہیں ہے؟

عظمت ثاقب ممتاز: تاریخی طور پر دیکھیں تو افغانستان کے تعلقات وسطی ایشیائی اقوام اور ایران کے ساتھ زیادہ رہے ہیں جبکہ پاکستان کے خطے میں افغانستان اکثر حالت جنگ میں رہا۔ پہلے غزنوی خاندان نے اس علاقے کو اپنے زیر تسلط رکھا، پھر مغلوں اور انگریزوں نے بیشتر وقت افغانستان کو اپنے زیر تسلط رکھا۔ یعنی یہاں پر معاملہ آپس میں تسلط کارہا اور ان ادوار میں پشتون علاقے ایک ہی ہوتے تھے۔ جب 1893ء میں ڈیورنڈ لائن کے ذریعے ان کو تقسیم کیا گیا اس کے بعد سے اس تقسیم کو پشتون بھائیوں نے تسلیم نہیں کیا۔ پچھلے بیس سالوں میں امریکیوں نے پوری کوشش کی کہ افغانستان میں انتشار کی

وجہ پاکستان کو ظہرا یا جائے۔ اس کوشش میں بھارت نے بھی بھر پور حصہ ڈالا۔ سوائے روس کے خلاف جہاد اور پہلی طالبان حکومت کے دوران ہمارا تعلق افغانیوں سے مثالی نہیں رہا اور اس کی وجہات غیر فطری تھیں۔ حالانکہ ہمارے مثالی تعلق کے لیے فطری چیزیں موجود ہیں۔ مثلاً افغان طالبان نے 15 اگست کو کابل پر قبضہ کیا اور اس میں پاکستان نے در پردہ بھر پور ساتھ دیا۔ اس سے پہلے مذاکرات کے دوران بھی پاکستان نے افغان طالبان کی بھر پور مدد کی۔ ان تمام چیزوں کو طالبان کی موجودہ حکومت پوری طرح سمجھتی ہے۔ ہم پاکستانیوں نے تقسیم کشیر کا زخم آج تک نہیں بھلا کیا اور اس وجہ سے تین جنگیں لڑ چکے ہیں۔ پھر ہم پشتون قوم سے یہ توقع کیوں کر رہے ہیں کہ وہ 125 سالہ زخم بھلا دیں۔ فطری اتحاد کو سامنے رکھیں تو 1979ء سے لے کر آج تک افغان قوم کو پاکستانی عوام کی بالعموم اور پشتونوں کی بالخصوص بھر پور حمایت حاصل رہی ہے۔ اسی لیے وہ لوگ آتے جاتے رہے اور ہم نے مہاجرین کی اتنی بڑی تعداد کو سنبھال کر رکھا۔ یعنی ہماری حکومت اور فوج کی حمایت بھی در پردہ افغان جنگجوؤں کو حاصل تھی۔ یہ بھی فطری اتحاد کا معاملہ ہے کہ دونوں کو امریکہ، انڈیا اور اسرائیل کی دشمنی کا بھی سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور اپنے بڑے، ملے جلنے انداز سے دونوں نے ایک دوسرے کی مدد بھی کی ہے۔ پھر معاشی طور پر افغانستان کو پاکستان کی بندروں کو کی ضرورت ہے۔ اسی طرح پاکستان اور چین کو سی پیک منصوبے کے تحت وسط ایشیائی ممالک تک تجارتی رسائی کے لیے افغانستان کی راہداری کی ضرورت ہے۔ پھر افغانستان اور پاکستان مذہبی لحاظ سے سنی اکثریت کے ممالک ہیں اور افغان طالبان کی اکثریت نے پاکستان کے مدارس سے ہی تعلیم حاصل کی ہے۔ پچھلے پانچ ماہ میں دونوں ممالک کے درمیان تجارت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا، دونوں کے درمیان سرکاری اور غیر سرکاری وفد کے رابطے ہو رہے ہیں اور دہشت گردی کے واقعات میں بھی کمی آئی ہے۔ اصل میں طالبان تو بیس سال سے (باقی صفحہ 14 پر)

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

خالي ہے نیام.....

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

ہوئے کہا کہ ہم اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ ہمارے جہاز دوسرے ممالک میں ہوں اور وہ انہیں استعمال کرتے رہیں۔ ہم ان ہمسایہ ممالک سے کچھ کمزور تو ہوں گے مگر بزدل نہیں ہیں۔ ہم اپنے جہازوں اور ہیلی کاپڑوں کے ایک ایک پر زے کا حساب لیں گے۔ ابھی عزت و احترام سے کہہ رہا ہوں کہ جہاز لوٹادیں۔ ہمارے صبر کا امتحان نہ لیں۔ ہمیں جہاز واپس لینے کے لیے ہر ممکنہ انتقامی اقدامات پر مجبور نہ کیا جائے! (یوں تو امریکا بھی ان کے 10 ارب ڈالر دبائے نجاحے کس دن کا منتظر ہے!) افغان پاکستان اور انجینئروں کو کہا کہ آپ واپس آ جائیں، وہاں آپ کو عزت، و قوت نہیں ملے گی۔ آپ اپنے ملک کا سرمایہ ہیں، ہم آپ کو احترام دیں گے۔ (11 جنوری۔ وائس آف امریکا)

آزادی اظہار کا سلیقہ سکھانے کو طالبان نے افغان پروفیسر فیض اللہ جلال کو گرفتار کر لیا۔ (اٹھایا، یا اغوا نہیں کیا۔) یہ حضرت ٹیلی وزن پر بذبانی، بدکلامی میں طاق، مغلظات کی بوچھاڑ اسلامی امارت پر کیا کرتے رہے۔ اشتعال انگیزی اور بے چینی پھیلانے پر کابل سے گرفتار کیا گیا۔ رہائی پر یورپ کے ریڈ یولبرٹی کو انتہا یو دیتے ہوئے پروفیسر نے بتایا کہ مجھے 4 دن قید میں مہمان کی طرح رکھا۔ یونیورسٹی پروفیسر ہونے کی بنا پر عزت و احترام کا سلوک کیا گیا۔ زیادہ تر طالب پڑھے لکھے تعلیم یافتہ تھے۔ مجھے کہا گیا کہ ہم آپ کو آزادی اظہار کا حق دیتے ہیں، مگر یہ اسلامی تہذیب کے پیرائے میں ہو، مغربی نہیں۔ ضرور تجھ کہیے۔ (ہمارے والوں کو بھی آداب گفتگو کی تربیت درکار ہے!) آزادی کا عالم تو یہ ہے کہ کابل کے ریڈ زون میں آزادی پرست، این جی او سرشت عورتیں طالبان کے مقابل مسلسل چھٹی چلاتی رہی ہیں۔ امریکا کے خلاف کابل میں یوں مظاہرے کہ ممکن ہوئے ان کے دور میں۔

مری کا سانحہ ملک میں گورننس، انتظامی امور میں بدنظمی، کام چوری بدعوانی کو بھر پور طریقے سے بے نقاب کر گیا ہے۔ پورا نظام صرف تنخواہیں ٹھوڑنے، ڈنگ ٹپاؤ، مٹی پاؤ پر استوار ہے۔ یہاں تک کہ انجانے میں 23 افراد مٹی پاؤ کی بھینٹ چڑھ گئے۔ بیان باز یوں اور سو شل میڈیا پر ٹوٹیریاں، بگھارنے سے ملک چلا کرتے تو تحریک

انشاگرام، ٹوٹیر، یو ٹیوب میں چڑھے بیٹھے اس کے در پر رہے۔ امریکا میں ہندو تنظیموں بھارتی جنوں مذہبی تنظیموں کی سہولت کار اور موئید ہیں۔ فرا خدلانہ چندے فرائم کرتی ہیں۔ ان پر دنیا بھر میں دہشت گردی، انہتا پسندی، سہولت کاری کی کہیں انگلی نہیں اٹھائی جاتی۔ کشمیر پر غاصبانہ قبضے، ظلم و جبر کی اذیت ناک داستانیں کسی ماتھے پر شکن نہیں ڈالتیں۔ جموں کشمیر کے تمام کالجوں میں ہندو مذہبی مراسم عبادت 'سوریہ نمسکار' (سورج دیوتا کو سلامی) مسلمان اساتذہ، طلبہ اور ملازمین پر لاگو کی گئی ہے۔ حکم عدوی پر طلبہ پر تشدد کیا گیا ہے۔ کیا طالبان جن کا لقب ہی انہتا پسند اور دہشت گرد رہا 20 سال، کبھی سکھوں ہندوؤں کو نماز پر مجبور کرتے دیکھے گئے؟ سوریہ نمسکار کے شر انگیز احکام دیکھیے۔ دوسری جانب مرکزی جامع مسجد سری نگر جمعہ کی نماز سے کئی ماہ سے محروم رکھی گئی ہے۔ گزر گاؤں میں جمعے کی نماز میں غنڈوں کی مداخلت کی کھلی چھٹی رہی۔ کشمیر غضی بصر کا اہتمام کیے رکھتا ہے۔ اپنے ملک کے کونے کھدروں میں مندروں کی صلاح و فلاح کے غم میں گھلنے والے شہرگ کی مساجد پر انصاف کے لیے آواز نہیں اٹھاتے۔

تحریک انصاف ہو یا انصاف فرائم کرنے کے ذمہ دار!

ایک طرف بھارت کا مذہبی جبر، ظلم و تعدی، جور و جغا کا یہ گھناؤ نا منظر ہے۔ دوسری طرف ہم پاکستانیوں کی خوشامدی، چاپلوں، تملق آمیز غیر آبرومندانہ پالیسی ہے (کشکوں کی مجبوری بنا پر)۔ ادھر افغانستان میں غیور، حریت پسند، آزاد مملکت کے شایان شان رویے ہیں۔ اشراف غنی حکومت ٹوٹنے اور اس کے فرار پر افغان پاکستان انجینئر 164 میں سے 83 جہاز، ہیلی کاپڑ لے اڑے جو اب ان ممالک کے قبضے میں ہیں جہاں یہ جاتے تھے۔ وزیر دفاع اسلامی امارت افغانستان ملا محمد یعقوب نے ازبکستان، تاجکستان سے یہ جہاز واپس طلب کرتے

سیکولر ازم کا لبادہ اوڑھے بھارت نے یکا یک پینتھ بدل کر بدترین اسلاموفوبی مظاہر پر عمل شروع کر دیا ہے۔ مودی کی ناکام حکمرانی سے عوام کی توجہ ہٹانے کا ازیٰ حرہ مسلمانوں سے نفرت کو ہوا دینا رہا ہے۔ مذہبی جنون کا نشہ چڑھا کر ہندو جنچے کھلے چھوڑ دیے جانے کی ایک نئی لہر چل پڑی ہے۔ مودی کبھی پوجا پاٹ کرتا، کبھی گنگا میں اشنان کرتا دکھایا جاتا ہے۔ (ادھر ہمارے والوں کو مساجد میں کم کم دیکھا جاتا ہے۔ مندوں، گوردواروں کی توسعے و تحفظ، ان کے تھواروں میں شرکت کرتے، مساجد کو خشمگین نظروں سے دیکھتے خبروں میں، ویڈیو میں ضرور دیکھے جاسکتے ہیں۔) بھارت شدید بے روزگاری، صحت و تعلیم کے بگڑے حالات اور 33 لاکھ بچوں کی غذائی قلت کا شکار ہوا پڑا ہے۔ بھارت 2021ء میں عالمی بھوک انڈکس میں 116 ممالک میں 101 نمبر پر تھا! مگر پوری قوت مسلمانوں کو کچلنے کی لئکاریں دینے میں صرف کر رہا ہے۔ 'جشن فارآل' کے وہی نار میں امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے بھی چار بھارتی ریاستوں میں بالخصوص مسلمانوں (و دیگر اقلیتوں) کے سر پر قتل عام کی لشکری تکاری بارے تنبیہہ کی ہے۔ بھارت میں ہر دوسرے مذہبی کانفرنس میں ہندو پیشوائے کم از کم 20 لاکھ مسلمان قتل کرنے کا ہدف دیا ہے اور قاتلوں کو ڈالروں سے بھر دینے کا لائق بھی دیا ہے۔ گجرات میں مودی کے ہاتھوں 2002ء کا قتل عام ماذل دہرانے جانے کا اندیشہ ہے۔ قبل ازیں مسلمان تعلیم یافتہ، متحرک خواتین کی نیلامی اور بولیاں لگانے کی مذہبی خبریں انتہنیت پر آرائیں ایسیں نے جاری کیں۔ ان تمام شرمناک، شر انگیز حرکتوں پر بھارتی عدالیہ، پولیس، خفیہ ادارے گونگے کا گڑھ کھانے بیٹھ رہے۔

جشن فارآل کے بھارت کو فاشزم سے بچایا جائے، وہی نار کو بھارتی آئی ٹیلی نے ہیک کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ ہندو فاشست گوگل، فیس بک،

بات کو صحیح کہ ہماری اصل بنیاد اسلام ہے۔ اگر ہم اسلام کی طرف پیش رفت کریں گے تو اسی میں ہماری نجات و استحکام ہے۔ اس وقت نیشن سٹیٹ قائم ہو چکی ہیں، انہیں تسلیم کرنا مجبوری ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ نیشن سٹیٹ کے ہوتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب آئیں، اپنے اختلاف ختم کریں اور مل کر نظام خلافت ایک بار پھر قائم کرنے کی کوشش کریں تاکہ مرکزیت قائم ہو۔ ایک خلیفہ ہو جو ساری امت مسلمہ کو گورن کرے۔ یہی ہمارا آئینہ میں نظام ہے۔ چونکہ اس وقت ہم ایک امت مسلمہ نہیں ہیں لہذا ہمیں نیشن سٹیٹ میں اس طرح کام کرنا چاہیے کہ جس ریاست میں ہم رہتے ہیں اس کا تحفظ اس طرح کریں کہ دوسری مسلمان ریاست کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور خلافت کے نظام کو ہدف بناؤ کر آگے بڑھیں۔ اسی نظام کو ختم کرنے کے بعد ہمارا شمن دلیر اور جرجی ہوا۔ اگر خلافت کا نظام قائم ہو گا تو جیسے ہم پہلے دنیا پر غالب تھے اسی طرح عالم اسلام پھر ساری دنیا پر غالب ہو گا۔ ان شاء اللہ!



ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر جست فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم ایم فل اکنامکس قد "1.5، صوم و صلوٰۃ کی پابند کے لیے لاہور سے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروز گارڈر کے کارشنہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0345-4444556

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم اے ملازمت پیشہ کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروز گارڈر کے کارشنہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0335-5014266

☆ لاہور میں رہائش پذیر شیخ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال تعلیم بی ایس آز اور قرآن اکیڈمی، لاہور سے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس، قد "3.5، کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ اور برسرروز گارڈر کے کارشنہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-4617103

بقیہ: زمانہ گواہ ہے

حالت جنگ میں تھے اور امریکہ جب یہاں سے گیا ہے تو بہت سارے تربیت یافتہ لوگ اپنے ساتھ لے گیا جس کی وجہ سے افغانستان ایک بحران سے گزر رہا ہے۔ اب افغان طالبان چاہ رہے ہیں کہ پاکستانی ماہرین اس خلا کو پر کرنے کے لیے مدد کریں۔ طالبان صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے اسلامی نظام میں کوئی رخنہ نہ ڈالے۔ بہر حال دونوں حکومتیں احتیاط سے چل رہی ہیں تاکہ انتشار پھیلانے والے لوگ اندر نہ گھسیں۔ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ افغانستان کے حوالے سے ایسی مربوط پالیسی بنائے تاکہ 2023ء میں اگر پاکستان میں کوئی حکومتی تبدیلی آتی ہے تو نئی حکومت کوئی نیا یوٹر نہ کر لے۔ بہر حال اس فطری اتحاد کے بیانیہ میں ثابت پہلو زیادہ ہیں لہذا یہ اتحاد جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ!

ایوب بیگ مرزا: مسلمانوں نے میدان جنگ میں کم شکستیں کھائی ہیں لیکن آپس میں باہم دست و گریباں ہو کر زیادہ نقصان اٹھایا ہے۔ امت مسلمہ میں سازشوں کا معاملہ توجنگ جمل سے شروع ہو گیا تھا۔ جنگ جمل (36ھ) میں ہوئی تھی۔ ان جنگوں میں مسلمانوں کو آپس میں لڑایا گیا تھا۔ عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا جس نے مسلمان ہونے کا بہر و پ بھرا۔ وہ کبھی شام میں جاتا تھا اور کبھی ادھر کوفہ جاتا تھا اور دونوں مسلمان دھڑوں کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرتا تھا۔ یہی صورت حال بد قسمتی سے بعد میں بھی مسلمانوں میں سفر کرتی رہی ہے اور مسلمان اس کو سمجھنہیں سکے۔ اس دور میں دشمن سمجھے چکے تھے کہ مسلمانوں کو میدان جنگ میں شکست دینا ممکن ہے بس ایک ہی طریقہ ہے کہ ان میں آپس میں اختلاف ڈالا جائے اور انہوں نے یہ کیا اور وہ کامیاب ہوئے۔ نائن الیون کے بعد امریکہ نے مشرف کو فرنٹ لائن اتحادی بنایا اور اس نے پاکستان کو امریکہ کی کالونی بنانا دیا۔ پاکستان کی سر زمین سے 57 ہزار امریکی فضائی حملے ہوئے۔ پھر ہماری سر زمین پر امریکی ڈرون حملے بھی ہماری ماضی کی حکومتوں کی مرضی سے ہوتے رہے ہیں۔ اس وقت ہم جو بھگت رہے ہیں یہ سب اپنوں کا کیا دھرا ہے۔ اب ضرورت اس امریکی ہے کہ ہم اس

انصاف مرتع پر جھنڈے گاڑ چکی ہوتی۔ مگر اب عمران خان جو کئی سال کہتے رہے سونامی آجائے گا، وہ حق ثابت ہو گیا آخر کار۔ یادش بخیر، خان صاحب 'سونامی' لانے کا تذکرہ فرماتے تھے تو ہمارے دل مٹھی میں آ جاتے۔ وہ قرآن، تاریخ سے نابلد، نہیں جانتے تھے شاید، کہ طوفانِ نوح سونامی کے عذاب کی صورت آیا تھا۔ سونامی دودھ شہر کی نہیں بہانے کا استعارہ نہیں، اللہ کا عذاب، تباہی و بربادی لے کر آتا ہے۔ اندرونیشیا، جاپان کی مثالیں محفوظ ہیں حالیہ تاریخ کی۔ تاہم ان کا کہا پورا ہوا۔ صنعتیں اجڑ گئیں۔ بجلی، گیس، پیٹرول کی ہوش ربا مہنگائی نے قوم کی حالت ابتر کر دی۔ تجاوزات کے نام پر جا بجا سونامی نما کھنڈرات، بربادی کے ڈھیر لگادیے۔ ابھی تو اس طرف توجہ دینے کی نہ فرست ہے نہ فکر کہ بھارت کے ہاتھوں جس طرح خطہ کشمیر کے جنگلات، گلیشیر اور پانی کے ذخراں کو قصد اتاباہ اور ضائع کیا جا رہا ہے، آنے والا وقت ماحولیاتی خطرات سے ہمیں بے طرح دوچار کرنے کو ہے۔ حکومتیں پلانگ کے فقدان، منصوبہ بندی کے لیے عدم الفرصة، عدم احتساب اور کھینچاتا نی پکار بند ملک کو بندگی میں دھکیل رہی ہیں۔ جو عمران خانی حکومت گرا کر باری لیئے کو لائن میں لگے کھڑے ہیں وہ کون سے دودھ کے دھلے ہیں!

ایک ہوش ربا خبریہ بھی ہے کہ پاکستانی ڈاکٹر نے امریکا میں ناکارہ انسانی دل کی جگہ ایک امریکی مریض کے سینے میں خنزیر کا دل جڑ دیا ہے! یہ دل خوب فرائی بھر رہا ہے۔ (سینہ امریکی ہے۔) خنزیر کے دل سے وہ (جینیاتی حصہ) Genes نکال دیں جو انسانی سینے میں جتنے سے انکاری تھیں۔ وہ جیسی بھی نکال دی جس کی بدولت اندر خنزیری اعضاء اُگ آنے کا امکان تھا۔ ڈاکٹر محی الدین کی خوشی کا کوئی عالم نہیں کہ: 'یہ ایک انقلابی مرحلہ ہے! یہ تجربہ کامیاب رہا تو بہت سہولت ہو جائے گی!' یہ خنزیری سہولت کاری امریکیوں ہی کو مبارک ہو۔ کوئی ان ڈاکٹر صاحب کو امریکا ہی میں روک رکھے۔ ٹرمپ کو ضرورت پڑے تو یہ علاج فراہم کر دیں۔ پاکستان اب نہ ہی آئیں تو بہتر ہے! جسے علاج درکار ہو وہ وہیں جا بے!

علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی!



ہوئے رفقاء کو اپنی تنظیمی ذمہ داریاں بھر پور طور پر ادا کرنے کی ترغیب و تشویق دلائی اور ان کی اس پروگرام میں آمد پر شکریہ ادا کیا۔

دن پونے ایک بجے محترم انجینئر رشید عمر خطاب جمعہ ارشاد فرمایا۔ رفقاء و احباب کی کثیر تعداد نے خطاب جمعہ سماعت فرمایا۔ حلقہ کی طرف سے مسجد کے ہال سے باہر مکتبہ کا اسٹال بھی لگایا ہوا تھا۔ جس میں نماز سے فراغت کے بعد احباب نے دلچسپی لیتے ہوئے کتابوں کی خریداری کی۔ کچھ کتابچے ہدیہ بھی کیے گئے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد تمام مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا اور اس طرح یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام رفقاء و احباب کی حاضری کو منظور فرمائے اور کوتا جیوں سے درگز رفرمائے۔
(رپورٹ: محمود عالم، معتمد حلقہ)

حلقة سرگودھا کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع بصورت شب بیداری

حلقة سرگودھا کے زیر اہتمام 30 دسمبر 2021ء نمازِ مغرب تا اگلے روز نمازِ جمعۃ المبارک تک بصورت شب بیداری سہ ماہی تربیتی اجتماع کا انعقاد مرکز تنظیم اسلامی مسجد بیت الکرم میانوالی میں ہوا۔ جس میں میانوالی، جوہر آباد، شاہ پور اور سرگودھا سے مجموعی طور پر 54 رفقاء اور 10 احباب شریک ہوئے۔ امیر حلقہ کی خصوصی دعوت پر حلقہ فیصل آباد سے انجینئر رشید عمر نے بھی پروگرام میں شرکت فرمائی۔ تفصیل کچھ یوں ہے:
30 دسمبر 2021ء پروگرام کا آغاز نمازِ مغرب کی ادائیگی کے بعد تلاوت قرآن حکیم و نعمت رسول کریم خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ تنظیم میانوالی کے امیر نور خان نے سچ سیکرٹری کی ذمہ داری ادا کی۔

30 دسمبر بعد نمازِ مغرب تا عشاء: موضوع "امت مسلمہ کی پستی، اسباب اور علاج" پر حلقہ فیصل آباد سے تشریف لائے مہمان مقرر جناب محترم رشید عمر نے خصوصی خطاب فرمایا۔ جس میں انہوں نے خلافت عثمانیہ کے بعد امت مسلمہ کے زوال کے اسباب اور پھر دوبارہ عروج کے لیے پوری امت کے اتحاد اور ایک جماعت کے ساتھ بڑھ جانے پر زور دیا جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احکامات کو اسی کی ہی سرزی میں نافذ کرنی کی جدوجہد کر رہی ہو۔

رات 03:00ء موضوع "یتلُو عَلَيْهِمْ آیتُه وَ يُزَكِّيْهِمْ" کی روشنی میں خطاب فرماتے ہوئے مقامی امیر میانوالی محترم نور خان نے منہج انقلاب بنوبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسے اجاگر فرمایا۔

رات 04:15:00 بجے: انقلاب کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار کردہ حزب اللہ کے ایک اہم وصف "رُحْمًا بِيَنَهُمْ" کی روشنی میں مقرر مقامی امیر سرگودھا غربی محترم عبد الرحمن نے تفصیلی خطاب فرمایا۔ رات 05:00 بجے آرام کا وقفہ ہوا۔

تجدد کے وقت 04:45:00 پر رفقاء و احباب نے بیدار ہو کر انفرادی نوافل و تلاوت قرآن حکیم کا اہتمام فرمایا۔ اس کے بعد 05:30:00 پر دعائے استخارہ و حاجات کے حفاظ کا اہتمام چار چار افراد پر مشتمل گروپس کی شکل میں کیا جو آذان فجر تک جاری رہا۔

نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد درس قرآن سے ہوا۔ "سورۃ المائدہ" کی آیات 53 تا 56 کی روشنی میں محترم شادی بیگ نے حزب اللہ کے اوصاف بیان فرمائے۔ درس قرآن کے بعد 05:50:00 بجے تک اشراق اور ناشتے کا وقفہ ہوا۔

وقہ کے بعد میانوالی تنظیم کے نقیب اسرہ حکیم ذکاء اللہ نے درس حدیث دی۔ اس کے بعد سرگودھا شرقی کے امیر محمد گلباز نے یتیم سرکلر "احسان اسلام کے تقاضے" کا رفقاء کو مطالعہ کر دیا۔

بعد ازاں "قرآن حکیم اور جہاد فی سبیل اللہ" کے موضوع پر بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد نیشنل کا ویڈیو خطاب بذریعہ ملٹی میڈیا رفقاء کو سماعت کروا یا گیا۔ اس موقع پر بانی محترم کے کتابچے "قرآن حکیم اور جہاد فی سبیل اللہ" کی کاپیاں بھی تمام شرکاء کو مہیا کی گئیں تھیں۔

پروگرام کے آخر میں امیر حلقہ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے رفقاء کی پروگرام میں دلچسپی کو سراہا۔ امیر حلقہ نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی حمد و شاء اور اس کا شکر بجالاتے

حلقة ملائکہ کے زیر اہتمام سہ ماہی اجتماع

سہ ماہی اجتماع 9 جنوری 2022ء کو بروز اتوار صبح 9 بجے حلقة مرکز تیمگرہ میں منعقد کیا گیا۔ اجتماع کا باقاعدہ آغاز درس قرآن سے ہوا۔ مدرس کے فرائض بٹ خیلہ کے رفیق مولانا شوکت اللہ شاکر نے سر انجام دیئے۔ اس کے بعد منفرد رفیق مولانا عطاء الرحمن نے درس حدیث دیا۔ مولانا صاحب کا خطاب بہت مدلل اور پر مغز تھا۔ تیسرا موضوع "سیرت صحابہ" کا تھا۔ تنظیم واژی کے رفیق محترم صاحبزادہ نے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت کے نمایاں خدو خال بیان کیے۔ اس کے بعد سچ سیکرٹری محترم معظم عباس ایڈ و کیٹ

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

”دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی 23KM ملتان
روڈ نزد چوہنگ، لاہور“ میں

۰۶ فروری ۲۰۲۲ء

(بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

نہیں کو ویس

(نئے و متوقع نقباء کے لیے) کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 042(35473375-78)

اللہ تعالیٰ کیلئے لجھن دعائے مغفرت

- ☆ حلقہ فیصل آباد کے ملتزم رفیق محمد اقبال کی والدہ وفات پا گئیں۔
- ☆ حلقہ سرگودھا، جوہر آباد کے مبتدی رفیق سیف الرحمن کے بہنوئی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-6070966

- ☆ حلقہ کراچی وسطی، گلزار ہجری کے ناظم بیت المال محترم محمد طاہر کے والدہ وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0333-3313221

☆ حلقہ فیصل آباد کے رفیق شیخ سلیم کی اہمیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-6639055

- ☆ حلقہ فیصل آباد کے رفیق محمد صفر صدیقی کے بہنوئی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-5772114

- ☆ حلقہ کراچی جنوبی، کورنگی غربی کے رفیق حافظ جہانزیب طاہر کے چھاؤفات پا گئے۔

- ☆ حلقہ سرگودھا کی مقامی تنظیم شرقی کے معتمد محمد رفیق ڈوگر کی بھابی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0301-6749293

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِلْهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَادْخِلْهُمْ فِي رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَسِيرًا

نے اجتماع کے شرکاء کو اپنے تنظیم کے امراء کے ساتھ بیٹھ کر اپنے تنظیم کی پیش رفت کا جائزہ لینے اور بعد میں نمبر وار شرکاء کے سامنے پیش کرنے کو کہا۔ اس خود احتسابی کے عمل کو شرکاء میں بہت پذیرایی ملی۔ چائے کے وقفہ کے بعد مردانہ کے رفیق حافظ قرآن و اقبالیات کے ماہر محترم ڈاکٹر محمد مقصود نے ”ایمان و امن“ کے موضوع پر بہت دلچسپ و لذتیں انداز میں خطاب کیا۔ انہوں نے مولانا رومی اور علامہ اقبال کے اشعار سے حاضرین کے دلوں کو گرمایا۔ اور روزِ مرہ زندگی کے مثالوں سے موضوع کا حق ادا کر دیا۔ آخر میں امیر حلقہ محترم ممتاز بخت کے اختتامی کلمات اور مسنون دعا کے ساتھ اس اجتماع کا اختتام ہوا۔ اس اجتماع کے ساتھ ساتھ ایک الگ ہال میں احباب کے لیے ایک تعارفی اجتماع بھی رکھا گیا تھا۔ جن میں دین کا ہمہ گیر تصور، فرائض دینی کا جامع تصور اور منہج انقلاب نبوی کی موضوعات پر خطابات ہوئے۔ خطابات بالترتیب تنظیم کے سینئر رفقاء جبیب علی، بنی محسن اور محمد نعیم نے بیان کیے۔ ناموافق موئی حالات کے باوجود بھی اجتماع میں 120 سے زیادہ رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اس کمزور مساعی کو پوری ملک میں اقامت دین کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ (رپورٹ: محمد سعید باجوہ شرقي)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

”قرآن اکیڈمی یاسین آباد، کراچی“ میں

۱۱ فروری ۲۰۲۲ء (بروز ہفتہ نماز عصر تا بروز جمعۃ المبارک ۱۲ بجے)

بینی اشریفی کو ویس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء پروگرام میں شریک ہوں۔

لور

۱۳ فروری ۲۰۲۲ء (بروز جمعۃ المبارک نماز مغرب تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاویین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوت: مندرجہ ذیل موضوع پر بآہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (سیاسی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-34816581 / 0335-1241090

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 042(35473375-78)

PRELUDE

On November 10, 2017, The Jamestown Foundation (a US based think tank <https://jamestown.org/>) published an article about Tanzeem-e-Islami in its Terrorism Monitor Volume: 15 Issue: 21 titled Pakistan’s Tanzeem-e-Islami and Its Troublesome Extremist Links authored by Farhan Zahid (<https://jamestown.org/program/pakistans-tanzeem-eislami-troublesome-extremist-links/>). The article was a clear example of a pre-existing bias that sinfully maligned Tanzeem-e-Islami and falsely associated it with terrorism. Tanzeem-e-Islami has tried to contact The Jamestown Foundation, to no avail we must add, on more than one occasions regarding the fantasy propagated in the article in the name of ‘research’, so that the record could be set straight. In that regard, we are reproducing our latest endeavor below, so that even if The Jamestown Foundation continues to turn a deaf ear to our requests, at least our readers may know the truth and make an informed decision regarding the veracity of the article by written by Farhan Zahid and the ‘facts’ presented in it.

B The Jamestown Foundation published an article about Tanzeem-e-Islami in its Terrorism Monitor Volume: 15 Issue:21 on November 10, 2017 titled Pakistan’s Tanzeem-e-Islami and Its Troublesome Extremist Links authored by Farhan Zahid (<https://jamestown.org/program/pakistans-tanzeem-eislami-troublesome-extremist-links/>) which is still available on its website. The article is based on mere conjectures and references other newspaper articles with no evidence whatsoever presented either by The Jamestown Foundation article or by the original articles referenced by it. Statements are attributed to ‘a high official’ etc. etc. In our view, this is a clear example of a pre-existing bias being presented as research. This article has needlessly maligned Tanzeem-e-Islami and falsely associated it with terrorism. A fair review of our response below will undoubtedly result, we are confident, in the Jamestown Foundation correcting its view of Tanzeem and removing the article from its website.

The article brackets Tanzeem-e-Islami with Jamaat ul Momineen, Hizbut Tahrir and other organizations from the very onset. Jamaat ul Momineen is an unknown entity. A search on the internet reveals no organization by that name. Hizbut Tahrir is banned in Pakistan since 2004. Tanzeem-e-Islami has no links with any proscribed or terrorist organization.

Tanzeem-e-Islami’s aim is to establish an Islamic Welfare State on the lines of Khilafat-e-Rashida

(the reign of first 4 caliphs after the demise of Prophet Muhammad (PBUH) in the context of the modern age. Tanzeem’s view is that the government in a Muslim country is responsible to Implement Islam in its totality and if it shirks its responsibility, as does the government of Pakistan, then the population should pressurize it to implement Shariah law. However, Dr. Israr Ahmad went to great lengths to explain that opposition of the government today does not amount to sedition against the state. This is so because the institutions have developed to the extent that the government and the state are two separate entities. Dr Israr Ahmad also emphasized that the qualitative and quantitative differences in arms and ammunition made success impossible if a group were to take up armed struggle against the state. Secondly, terrorism is prohibited in Islam. It is a sinister ideology and its practical manifestation leads to fear, chaos and the loss of innocent lives. Islam does not allow to create corruption on the land and Tanzeem-e-Islami considers terrorism unacceptable.

Why Tanzeem is accused of hate-speech! Tanzeem is openly and clearly against the persecution of the Palestinians, the grabbing of their land by the occupying Zionists, the illegal settlements in the occupied lands and denial of Palestinians their due rights. While countries like the US, under control of the Jews, support this unjust occupation many countries and fair-minded majority population of

majority population of the world shares criticism of this injustice. If support of the just Palestinian cause is anti-Semitism, then all those countries who voted for the UN resolution against Israel's settlements (United Nations Security Council Resolution 2334) will have to be labelled anti-Semitic as well. Similar unjust activities of the Jews in the past have been criticized in the Quran as well as in the Bible. Dr. Israr spent his life expounding the message of Quran. Surely, explaining the message of the Quran cannot be labelled hate-speech.

Dr. Israr certainly opined that the Arab World had degenerated in a religious sense and that the spiritual nerve center of the Islamic intellectual movement had shifted to the Indo-Pak subcontinent. However, in his view, all Muslims in their respective countries were liable for striving for establishment of Islamic systems in their respective countries.

Dr. Israr was a well-known and popular Quran scholar who was given special qualities for analyzing and explaining the Quranic message. There is nothing hidden about him or the message of Tanzeem. Dr. Israr's and other Tanzeem leaders' lectures and books are freely available online. In fact, Dr. Israr was one of the first Islamic Scholars to sanction and emphasize the use of audio-visual aids for propagating the message of Islam. He did emphasize imbibing the Quranic message in full and following it in totality. If someone finds any part of his speech radical (or Tanzeem's for that matter), then he or she must present evidence and highlight the exact wording and where it is present. To say that Dr. Israr did not believe in democracy and electoral politics and he fully supported the regime of military dictator General Zia ul Haq between 1977 and 1988 is untrue. Dr. Israr Ahmad joined Zia ul Haq's Majlis Shura in 1981 in order to be able to advise the government on Islamic matters but left after a few months only when he realized that the government was not serious in its implementation of Islam. He loved the Qur'an and wasted no opportunity to spread its message. At the time when the only TV channel was run by the government, he delivered a weekly Quranic lecture which became very popular.

Dr. Israr did not consider participation in the electoral process as un-Islamic. However, he was convinced, as were many others who left Jamaat-e-Islami along with him, that the prevalent democratic system and the electoral process could

not lead to establishment of a true Islamic welfare state on the lines of the Khalifat-e-Rashida in the context of the modern age. He criticized 'pure' democracy as practiced in the West since it allows framing any kind of laws, even those against the commandments of Almighty Allah. However, he approved of the system if it were made subservient to the will of Allah in that any laws repugnant to the Quran and Sunnah could not be enacted, something that is already part of the Constitution of Pakistan. In such a form, he approved of the democratic system but considered it unsuitable for making progress towards a just Islamic welfare state in Pakistan.

Dr. Israr always preached the true message of Islam and Quran without any compromises and opposed free mixing among males and na-mahram females. Where essential, the workplace should be suitable for observing hijab and be secure. This is indeed the position of Islam.

Regarding the cases of terrorism mentioned in the referenced article, the fact is that no member of Tanzeem-e-Islami has ever been arrested in connection with IS' Khurasan province or in any other case related to terrorism. Neither has ever been accused by the authorities for involvement in terror financing. If the authorities had indeed arrested any members of Tanzeem or otherwise had found any of its members involved in terrorism in any way, then it would have surely banned Tanzeem.

Insinuations regarding the alleged connections of Tanzeem-e-Islami with IS cells operating in Karachi, Lahore and Sialkot, and other named terrorists are fabricated and none of them has ever been proven in any court of law. Had the allegations been true, Tanzeem-e-Islami would be a proscribed organization today, which clearly it is not. It has to be noted that similar finger-pointing was done by the Pakistani media, especially the liberal sections with the ulterior motive of maligning religious organizations, without any real evidence. Tanzeem is a Pakistan-wide organization and conducts Quranic lectures and sessions in many cities which are open to public. No member of Tanzeem-e-Islami was involved in Safoora Goth bus shooting of 2015, an incident of terrorism that Tanzeem-e-Islami vehemently condemned. The brutal massacre was carried out by members of the terrorist organization Jamaat Ansarul Shariah Pakistan (ASP). Tanzeem-e-Islami has no direct or indirect links whatsoever with any terrorist

indirect links whatsoever with any terrorist organization. This fact is already known to Sindh's top anti-terror cop and acknowledged on-record by the Counter-Terrorism Department's (CTD's) Transnational Terrorists Intelligence Group (TTIG) Incharge Raja Umer Khattab, along with other state institutions responsible for maintaining law and order in Pakistan.

Even Sheba Ahmed and another former member of Tanzeem-e-Islami who, at some point in time, were investigated for involvement in certain crimes had left Tanzeem long time prior to any alleged crime taking place. Clearly, they differed with Tanzeem's ideology to warrant exit from it. The fact that any of the accused were 'former' members of Tanzeem-e-Islami speaks volumes. It is worth noting that they had left Tanzeem before they committed the alleged crimes. The question to ask then is why did they leave Tanzeem? The natural conclusion is that there was divergence of views between the individual and the organization. Either the individual concerned did not find support within Tanzeem for his views or Tanzeem found him to be at odds with its own philosophy and expelled him. Other accused in these cases and referred to in the article i.e. Habibullah and Mushtaq were never associated with Tanzeem in any way.

Just like a suspect having previously attended IBA or Fordham does not make those institutions responsible, similarly him attending Tanzeem lectures or being a former member does not make Tanzeem liable for his crimes. Tanzeem is against the use of violence as a solution to Pakistan's problems. Period. In fact, it considers it a big problem for the society and does not support it or preach it in any way. Tanzeem considers a lack of full adherence to the Islamic System, not corruption, as the root cause of Pakistan's problems.

As for Madrassas, Tanzeem-e-Islami does not run any whatsoever; contrary to what is falsely stated in the article. Period. Any teaching and learning centers associated with Tanzeem-e-Islami are called "Qur'an Academy" and "Qur'an College". Being a responsible religious organization, Tanzeem-e-Islami ensures that these independent entities do not allow any militant or extremist individual, group or organization to infiltrate, let alone run, any of these teaching and learning centers, situated in any region of Pakistan. No mosque or institution affiliated with Tanzeem-e-Islami is banned or placed on any watch list

(including the 4th Schedule) by any security or law enforcement agency of Pakistan.

Tanzeem does believe that Muslims should follow Islam in letter and spirit in all aspects of their lives. It calls masses to the Quranic message, tries to educate them in the complete message of Islam and to join together in a peaceful struggle for the establishment of an Islamic government. Khilafat-e-Rashida is considered by all Muslims as the Golden period of Islam in the fourteen centuries after the demise of the Prophet (PBUH). If a militant organization aims to establish an Islamic State through militant means, then although the end-goals of the two organizations maybe identical, it is wrong to say that "Its ... teachings are congruent with the ideology of militant Islamist groups" as maliciously stated in the article. Tanzeem teaches non-violence while a militant organization may be propagating violence.

The whole article seems to have been written with a prejudiced and prejudged conclusion on the basis of some loose statements printed by the media. At places, it appears as if either the writer lacks full grasp of the subject or is intentionally trying to twist logic. No effort was made to ascertain facts or to check the accuracy of these statements. No evidence has been produced. Several statements are attributed to CTD with no names as to who in CTD said it or when. The article is an example of poor journalistic standards and ethics.

It must be emphasized that while several organizations including Hizbut Tahrir are banned in Pakistan, Tanzeem has never been banned or even warned. This is proof enough that the intelligence agencies including CTD did not find any evidence whatsoever against Tanzeem. Several years have passed since these events and the investigations must have been concluded by now. An iota of an evidence against Tanzeem would have resulted in action against it.

It is appropriate that Jamestown Foundation issue an apology for unnecessarily maligning Tanzeem as a terrorist organization and retract the article from its website immediately.

Note: Authored by the English Section of Tanzeem-e-Islami

Weekly

Nida-e-Khilafat

Lahore

ACEFYL**SUGAR FREE
COUGH
SYRUP**

Acephylline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ثرین

کھانسی کا شربت
شوگرفی

میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں
یکسان مفید